

فصل الخطاب

في تحقيق

مسألة الغراب

محمد نصير الدين ميرزا



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبَقَ مِمَّا حَلَّلَ اللَّهُ لَكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت قرار دو

در بارہ جلالت غراب

ساتھ سے زائد جید علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فَصْلُ الْخَطَابِ

فِي تَحْقِيقِ

مُسْئَلَةِ الْغُرَابِ

مرتبہ

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

ناشر

اَنْجْمَن اِرشادِ المسلمین

۶۔ بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان جناب ابوالبرکات صاحب
 کے والد ماجد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے بانی اور بریلویوں کے
 ”امام المحدثین“ جناب مولوی دیدار علی صاحب الوری نے جب مصوٰر پاکستان
 علامہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگایا تو اس پر علامہؒ نے درج ذیل چار شعر کہے تھے:

گر فلک در آئور انداز دتہرا
 اے کہ می داری تمیز خوب و زشت
 گو میت در مصرعہ بر جستہ
 آنکہ بر قرطاس دل باید نوشت

آدمیت در زمین او مجو
 آسمان ایں دانہ در آئور نہ کشت
 کشت اگر ز آب ہوا خرسنہ است
 ز انکہ خاکش را خری آمد سرشت

(روزگار فقیر جلد دوم ص ۲۳۲)

ترجمہ: اے اچھے اور برے کی تمیز رکھنے والے! اگر آسمان تجھے ریاست ”آئور“ میں ڈال
 دے تو میں تجھے ایک برجستہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوح قلب پر نقش کر لینا چاہئے۔ اور وہ
 یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاش نہ کرنا۔ کیونکہ آسمان نے یہ تخم اس سرزمین میں ڈالا
 ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے
 کے اس سرزمین میں ”گدھے“ پیدا ہوئے ہیں۔“

51/4
صفحہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبَاغًا حَلَّالًا لِّلكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت قرار دو

در بارہ جلستِ غراب

ساتھ سے زائد جید علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فَصْلُ الْخَطَابِ

فِي تَحْقِيقِ

مُسْئَلَةِ الْغُرَابِ

مرتبہ

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

ناشر

أَنْجَمِنَ إِرْشَادِ الْمُسْلِمِينَ

۶- بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور



کتاب خانہ مطبوعات ۸۱

نہم کتاب : فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الخراب
 مرتب : مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی
 طبع : اول پاکستان میں
 تاریخ طباعت : رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ : اگست ۱۹۷۹ء
 پریس : شرکت پریس لاہور
 ناشر : انجمن ارشاد المسلمین لاہور پاکستان
 تعداد : ایک ہزار
 قیمت : ۳۸ روپے

ملنے کے پتے

- ۱ : سبحانی اکیڈمی : ۱۹ اردو بازار : لاہور
- ۲ : مدرسہ عربیہ حفظ القرآن : سرکل روڈ کھڑپکا : ضلع ملتان
- ۳ : مدرسہ عربیہ قاسم العلوم : فقیر والی : ضلع بہاولنگر

TECHNICAL SUPPORT BY



CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

Masood Faisal Jhandir Library

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

آج کل رضا خانی حضرات کی طرف سے متعدد رسائل ”کوئے“ کی حرمت پر شائع ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علاقہ میں عام طور پر پایا جانے والا ”کوئے“ بالاتفاق بلا کراہت احناف کے نزدیک حلال ہے۔ ایک بالکل صاف اور واضح مسئلہ کو عوام کی جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء برحق کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور آئے دن نئے نئے مضامین اس پر لکھے جا رہے ہیں، جدید رسائل تصنیف ہو رہے ہیں اور قدیم کتابوں کو از سر نو شائع کیا جا رہا ہے۔

احمد رضا خان صاحب دم ۱۳۴۰ھ : ۱۹۲۱ء کا ایک رسالہ ”دفع زلیغ زاغ“ ملقب ب”طبیب تاریخی“ ”رامی زاغیاں“ ۱۳۲۰ھ کا لکھا ہوا اب مکتبہ حامدیہ لاہور کی طرف سے ”رسائل رضویہ جلد اول“ میں شائع کیا گیا ہے۔ چیمپ وٹنی کے ایک صاحب نے ایک کتابچہ ”الغراب الخبیث فی مرآة القرآن والحديث“ نامی حال ہی میں تصنیف فرما کر شائع کیا ہے۔ بریلویوں کے ایک بڑے عالم مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے ”زاغ معروف کا شرعی حکم“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں چھپا۔ جبکہ ماہنامہ ”رضا مصطفیٰ“ بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء میں بریلویوں کے مفتی مختار احمد صاحب نے اسی موضوع پر

خامہ فرسانی کی تھی۔

اسی بنا پر ”انجمن ارشاد المسکین“ نے فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ پر کوئی جدید کتاب مرتب کرنے کی بجائے آج سے تقریباً پون صدی پیشتر کی شائع شدہ کتاب ”فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب“ کو از سر نو شائع کر دیا جائے۔ جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح منقح کر دیا گیا ہے۔ کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے ایک تو اس کتاب کی عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو ہمارے رفیق کار اور ”انجمن ارشاد المسکین“ کے اول نائب امیر مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

دوسرے مسئلہ مذکورہ سے متعلق حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی ایک اہم تحریر جس میں موصوف نے حرمت غراب معروف پر بعض علماء کے استدلالات کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا ہے بطور ضمیمہ کتاب کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل واضح ہے کیونکہ جانوروں کی حلت و حرمت میں ان کے قد کاٹھ کو دخل ہے نہ ان کی شکل و صورت کو۔ نیز جانوروں کے حلال یا حرام ہونے میں ان کے حایہ اور رنگ کی کوئی تاثیر ہے نہ ان کے نام کی۔ بلکہ کسی بھی جانور کے حرام ہونے میں جو چیزیں موثر ہیں فقہاء کرام نے ان کو درج ذیل چار چیزوں میں منحصر کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ

فرماتے ہیں۔

ترجمہ : کفایہ میں ہے کہ کسی جانور کے حرام ہونے میں موثر ”ایذار“ ہے یہ ایذار (جو موثر فی الحرمت ہے) کبھی کبلی کے ذریعہ ہوتی ہے (مثلاً شیر، بھڑیے، چیتے وغیرہ میں) اور کبھی پنجے سے (مثلاً

وفي الكفاية والمؤثر في الحرمة الايذاء وهو طورا يكون بالناب وتارة يكون بالمخلب او خبث وهو قد يكون

خَلْقَةُ كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ
وَالْمَوَامِ وَقَدْ يَكُونُ
بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَالَةِ

(رد المحتار : ص ۳۰۳ : جلد ۶)

عقاب ، شکرے ، باز وغیرہ میں ، یا
(موتور فی الحرمت) نہایت ہے۔ یہ نہایت
کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے حشرات
الارض (چوہا ، کچھوا وغیرہ) اور مہوام -
(بھڑ ، بچھو وغیرہ) میں اور کبھی عارضی جیسے
جلالہ ۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ کسی بھی غیر منصوص التحريم جانور کے حرام ہونے کے
صرف چار سبب ہیں۔

۱ : ایذا بالناب - ۲ : ایذا بالخلب - ۳ : خبائث خلقی - ۴ : خبائث عارضی۔
» ایذا بالناب « اور » ایذا بالخلب « حرمت کے یہ دونوں سبب شریعت کی
اصلاح میں ان جانوروں کے اندر پائے جاتے ہیں جو کچلی والے دانتوں اور پنچوں کے ذریعہ
شکار کرتے ہیں۔ محض کچلی والا ہونا یا پنچے والا ہونا مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اونٹ کچلی
والا ہے اور کبوتر وغیرہ پنچے والے جانور ہیں لیکن حرام نہیں ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ اونٹ اپنے
کچلی والے دانتوں اور کبوتر اپنے پنچوں کے ذریعہ شکار نہیں کرتا۔

اب پنچے کے ذریعہ شکار کرنے کا مطلب فقہاء کرام کی زبانی معلوم کیجئے چنانچہ فقہاء
لکھتے ہیں کہ۔

فَالْمُرَادُ بِذِي الْخُطْفَةِ
مَا يَخْطَفُ بِمَخْلَبِهِ مِنَ
الْهَوَاءِ كَالْبَازِيِ وَ
الْعَقَابِ -

(بامش ہایہ اخیرین : ص ۴۲۴)

ذو الخطفة (وہ پرندہ ہے جو پنچے سے شکار
کرتا ہے) سے وہ پرندہ مراد ہے جو اپنے
پنچے کے ذریعہ (فضائیں) ہوا ہی سے
شکار کو اچک لے۔ جیسے باز ، عقاب
وغیرہ۔

تیسری چیز جو کسی جانور کے حرام ہونے میں مؤثر ہے وہ "نہاشتِ خلقیہ" ہے جو بقول فقہاء حشرات الارض اور زہریلے کیڑے مکوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ یا پھر ان جانوروں میں جن کی فطری غذا ہی مردار و نجاست ہوتی ہے۔

چوتھی چیز جو مؤثر فی اکھرامت ہے وہ "نہاشتِ عارضیہ" ہے یہ عارضی نہاشت بقول فقہاء عظام "جلالہ" میں پائی جاتی ہے۔ جلالہ کی تعریف یہ ہے۔

جلالہ وہ جانور ہے جو صرف مردار اور نجاست کھانے کا عادی ہو جس کے باعث اس کے گوشت میں تغیر آکر بدبودار ہو جائے۔

الجلالة هي التي تعتاد اكل الحيف والنجاسات ولا تختلط فيتغير لحمها فيكون منتنا۔

(قاضیخان علی ہاشم البندی ص ۳۵۹ ج ۳)

عارضی نہاشت جب تک باقی رہے گی وہ جانور حرام رہے گا اور جب اسے مسلسل حلال غذا کھلائی جائے اور اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جائے تو اس کا کھانا حلال ہو جائے گا اس تفصیل کے بعد آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ "معروف کوٹے" میں جانوروں کی حرمت کے چار اسباب میں سے کوئی سبب پایا جاتا ہے یا نہیں ؟

شیر، بھیڑیے کی طرح کوٹے میں کچلی والے دانٹوں کا نہ ہونا تو بالکل ظاہر ہے البتہ کوٹے میں پنچے یقیناً ہوتے ہیں۔ لیکن معروف کوٹا اپنے پنچوں سے شکار نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ پنچوں سے شکار کرنے کا مطلب پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ پنچہ کے ذریعہ فضا میں ہوا ہی سے اپنے شکار کو اچک لے جیسے عقاب، باز وغیرہ۔ لیکن کوٹا بے چارہ اپنے پنچوں سے ہوا کے اندر شکار تو کیا کرے گا وہ تو زمین پر پڑی ہوئی بوٹی وغیرہ کو بھی اپنے پنچوں سے نہیں اٹھا سکتا بلکہ چوپنچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے۔

حرمت کا تیسرا سبب "نہاشتِ خلقیہ" ہے جو حشرات الارض زہریلے کیڑے مکوڑوں اور محض مردار و نجاست خور جانوروں میں ہوتی ہے۔ کوٹا حشرات الارض میں

شامل بت نہ ہر پیلے کیڑے مکوڑوں میں۔ اور نہ محض مردار و نہاست خور ہے۔ گو حلال
فذلک ساتھ ساتھ کوتا مردار اور نہاست بھی کھا لیتا ہے۔ لیکن یہ حرام ہونے کے ساتھ
کافی نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام کہتے ہیں۔

واما ما یختلط فیتن اول
منجاست، والنجیف ویتناول
غیرہا علی وجہ لا یظاہر
اثر ذالک فی لحمہ
باسبب با مکملہ۔

ترجمہ : جو جانور خلط کرتا ہو یعنی نہاست
اور مردار کے ساتھ ساتھ دوسری پاک
چیز میں بھی کھاتا ہو۔ اور اس مردار و نہاست
خوری کا اثر اس کے گوشت میں ظاہر نہ
ہوا ہو تو ایسے جانور کے کھانے میں کوئی
حرج نہیں۔

والتشہد علی ہشتمینہ (ص ۳۵۹ ج ۲)

حرمت کا چوتھا سبب، "نہاست کا ذمیہ" بت جو بقول فقہاء "جلا لہ"
میں باقی جاتی ہے اور جلا لہ کی تعریف آپ پہلے پڑے چکے ہیں کہ یہ وہ حلال جانور ہے جو
حرمت مردار اور نہاست کھانے کے باعث بدلہ دار گوشت والا ہو جائے۔ ظاہر ہے
کہ "حرمت کوتا" محض مردار اور نہاست کھانے والا نہیں ہے بلکہ مرغی کی طرح دونوں
تہا چیزوں کا لیتا ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و غیرہ ائمہ کے نزدیک حرمت کا ایک سبب
سبب ہی ہے اور وہ ہے کس جانور کی گوشت میں مردار و نہاست کا شوبہ۔ چنانچہ امام
امام طحاوی جو بزرگ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
یصلح من قال فی حنیفہ
ما یخلط من الطیر
لا یکرہ احکامہ کما یجایج و تلی
جو یہ مسند رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ : امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق
جو کچھ پرندہ حلال، حرام دونوں میں
کی کھانے میں وہ مکروہ نہیں ہے۔
بیچیت نہ ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

لا تـ غالب اكله الجيف .
بدائع الصنائع ص ۴۰ ج ۵

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اگر کسی جانور کی خضار
میں مردار و نجاسات کا غالبہ ہو تو وہ بھی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عام پھرنے والی مرغی
کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔

ترجمہ : امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے
کہ غنق مکر وہ (تحریری) سب جیسا کہ غنم
کھان چیرنے والی مرغی مکر وہ ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مسلک پر گو فتوے نہیں بت۔ فتوے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر بت لیکن باین ہمہ اگر کوئی شخص امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے غیر مفتی بہ قول کو اپناتے ہوئے "معروف کوئے" کو مکروہ قرار دینا چاہتے تو
اولاً : اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین پر اعتراض کرے۔
ثانیاً : چونکہ بالعموم مرغیاں کھلی اور آزاد پھرتی رہتی ہیں اس لئے اس کو
"مصایا شریف" کے "مرغ پلاؤ" سے بھی دستبردار ہونا پڑے گا۔

ثالثاً : پھر نے والی مرغی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یقیناً مکروہ ہے گو اس کی
نجاست ثوری اتنی زیادہ بھی نہ ہو کہ اس کا گوشت بدلہ دار ہو جائے کیونکہ اس صورت
میں " جلالہ " کے حکم میں ہونے کے باعث بالاتفاق مکروہ ہو جائے گی۔ لیکن
ہمارے عقول میں پایا جانے والا " معروف گوشت " امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی
مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار و نجاسات نہیں ہے بلکہ اس کی اکثر غذا
نے، روٹی اور درختوں میں سے ہونے پھل وغیرہ پاک شایاں ہیں۔ کو کبھی کبھی

بعض نجاسات اور مردار بھی کھالینا ہے۔

اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ کسی جانور کے حلال یا حرام ہونے میں اس کے رنگ
حلیہ، شکل، قد کاٹھ اور نام وغیرہ امور کو قطعاً دخل نہیں ہے۔ لہذا اب جس کا جی چاہے
اس "معروف کوتے" کو "غراب البقع" میں شامل کرے (جیسا کہ صاحب
"الغراب الخبیث" کا خیال خام ہے) یا عقیقہ میں داخل مان لے۔ اور اگر جی چاہے
تو "معروف کوتے" کو کوئے کی کسی اور قسم میں سے قرار دے لے۔ اور اگر چاہے تو
"غراب" کے تمام اقسام سے خارج کوئی اور جانور قرار دے دے۔ ہمیں اس سے
کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ "معروف کوتا" ایک جانور
ہے جس میں حرمت کا کوئی شرعی سبب نہیں پایا جاتا ہے لہذا وہ بالاجماع حلال ہے۔
اگر کوئی صاحب اس کو عقیقہ قرار دیتے ہیں تو ملک السلام امام غیاء الدین سے
کافی ملاحظہ فرمائیے۔ ۵۰۷ ص: ۱۱۹۱

ترجمہ: وہ کوئی جانور دانے اور
کھیتی کھاتا ہے اور عقیقہ وغیرہ بالاجماع
حلال ہیں۔

والغراب الذی یأکل
الحب والزرع والعقیق و
نحوها حلال بالاجماع۔

بدائع الصنائع ص ۳۹۵

اور اگر کوئی صاحب اس کو "غراب البقع" یعنی چنگبر کو قرار دینا چاہے تو بڑی
نوشی سے اور اگر اس کو "غراب اسود" یعنی خالص سیاہ کو قرار دینا چاہے تو برا کھول
پر کیوں کہ علامہ اکل الدین محمد باری م ۱۰۶ ص: ۱۳۸۴ "غراب البقع" اور
"غراب اسود" کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ: غراب البقع اور غراب اسود
کی تین قسمیں ہیں ایک قسم صرف دانے

اما الغراب الا البقع والا سود
فہو انواع ثلثة نوع یلتقط

الحب ولا يا حلل الجيف و
 ليس بمكروه و نوح لا
 يا حلل الا الجيف و موالذی
 سماه المصنف الا بشع و انه
 مکروه و نوح یخلط یا کل
 الحب مره و الجیف اخراق
 و لیس یا مکروه فی الكتاب
 و هو غیر مکروه عند مکروه
 عند ابی یوسف و الا خیر
 هو العقیق .

۱. غایہ نعل ہاشم الشیخ ص ۴۹۹ ۹۳

چکنی ہے مردار خور نہیں ہے یہ مکروہ
 نہیں ہے ۔ اور ایک قسم صرف مردار خور
 ہے مصنف نے اسی کو " البقع " کہا
 ہے یہ مکروہ ہے ۔ اور ایک قسم دونوں
 طرح کی غذاؤں کا لیتا ہے ۔ کتاب
 اقدوری میں اس کا ذکر نہیں ہے ۔ یہ
 امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں
 ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
 مکروہ ہے اسی قسم کو عقیق کہتے ہیں ۔

لہذا جو لوگ معروف کرتے کو " غراب البقع " یا " غراب اسود " مانتے ہیں
 ان کو اسے مذکورہ تین قسموں میں سے اس قسم میں داخل ماننا جو حلال و حرام دونوں
 بات کی پسندیں کھانے والی ہے یعنی عقیق ۔ لیکن چونکہ پہلے ہم جو الہ " بدائع " کہہ
 آئے ہیں کہ " عقیق " بالاجماع حلال ہے اور اسے مذکورہ بالا عبادت سے پتہ چلتا
 ہے کہ " عقیق " میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اختلاف ہے ۔ اس
 تعبیر کو جو ہے یہ ہے کہ عقیق کی وہ قسم ہے جسے کھانے والے کو حلال ہے اور
 حلال ہے ۔ عقیق کی وہ قسم ہے جسے کھانے والے کو حلال ہے اور حلال ہے
 اور حلال ہے ۔ اس سلسلہ کے بالاجماع حلال ہے ۔ اور حلال ہے
 عقیق کو " عقیق " کہتے ہیں اور حلال ہے ۔ اور حلال ہے
 حلال ہے ۔

بعض برائیوں کی مخالفت کا جواب

مسئلہ خرابی کی اس مختصر توضیح کے بعد اب ہم رضا خانی حضرات کے بعض مخالفت کا جواب پیش کرتے ہیں۔

مولوی غلام رسول سیدتی صاحب نے پہلے تو یہ حدیث شریفہ پیش کی ہے۔

پہلا مخالفہ

ترجمہ : "مَنْ شَرَّ النَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ"
 عنہما سے مراد وہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ جانور کل کے کل فاسق ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ کوا۔ چیل۔ بچو۔ چوہا۔ اور باؤالاکتا۔

عن عائشة رضي الله عنها
 ان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم قال خمس من
 الدواب كناهن فاسق يقتلن
 في الحرم الغراب والحدأة
 والعقرب والفارة والكلب العقور
 حین بخاری جلد اول : ص ۱۲۴ و صحیح مسلم

جلد اول : ص ۱۱۱

اس کے بعد موصوف نے "عنا" اور "مَنْ" میں شکوکہ "و" لکھ کر
 سے لکھ کر کہ پانچ جانور کوا۔ چیل۔ بچو۔ چوہا۔ اور باؤالاکتا
 سے لکھ کر کہ پانچ جانور کوا۔ چیل۔ بچو۔ چوہا۔ اور باؤالاکتا
 سے لکھ کر کہ پانچ جانور کوا۔ چیل۔ بچو۔ چوہا۔ اور باؤالاکتا

پہلا مخالفہ

پہلا مخالفہ

پہلا مخالفہ

سعدی صاحب نے جس طرح خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے
 جواب دہل و تلبیس سے کام لیا ہے اس کی نظیر صرف ان کے ہم مسلک علماء

کی تحریر سے مل سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں کوتے کی جو قسم مراد ہے اس کی توضیح دوسری حدیث میں کر دی
 گئی ہے۔ چنانچہ سعدی صاحب نے ”مسلم شریف“ کا جو سوال پیش کیا ہے اس
 میں وہ حدیث بھی موجود ہے جس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ ”غراب“ جس کا تعلق
 حرم میں بھی جائز ہے اس سے مراد ”غراب البقع“ ہے۔ اور غراب البقع کی تفسیر
 ہونے امام نوویؒ (م ۷۶۹ھ : ۱۲۷۷ء) فرماتے ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت
 اور پیٹ پر سفیدی ہو۔

واما الغراب الا بقع فهو الذی
 فی ظہرہ و بطنہ بیاض۔

(نووی شریف مسلم : ص ۱۳۸ ج ۱)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ : ۱۴۴۹ء) فرماتے ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت
 یا پیٹ پر سفیدی ہو۔

الا بقع وهو الذی فی ظہرہ
 او بطنہ بیاض۔

(فتح الباری : ص ۱۳۲ ج ۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ : ۱۶۴۲ء) غراب البقع کی تفسیر

میں رقمطراز ہیں

ترجمہ : غراب البقع وہ جنگلی کوا ہے

زاغ بیشہ کہ سیاہ و سفیدی باشد
 و در پشت و کم وی سفید باشد۔

جو سیاہ و سفید ہوتا ہے۔ اور اس

کی پشت اور پیٹ پر سفیدی ہوتی ہے۔

اشعۃ المعانی ص ۳۰۰ ج ۲

ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حدیث شریف میں جس کوتے کو حرم

میں کئی کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور جسے فاسق قرار دیا گیا ہے وہ غراب البقع
ہے۔ جس کے پیٹ اور پیٹ پر سفیدی ہوتی ہے اور بقول شیخ عبداللہ محدث دہلوی
وہ جنگلی کوا ہے جس کے پیٹ اور پشت پر سفیدی ہوتی ہے اور جہاں تک اس کی غذا کا تعلق
ہے تو صاحب عنایہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ ۱۔ در پیٹ میں جس کوٹے کا ذکر ہے
اور صاحب البقیع اسے سفید کوا اور صاحب
صوفی مردار کوا کہتے ہیں امام ابو یوسف
سے منقول ہے۔

والسواد بلبه الغراب البقع
یا أصل البقیع من السوروی
عن ابن سنی رحمہ
اللہ۔ ۱۔ بقیع من البقیع ص ۲۳

۱۔ از شائبہ ہو گیا کہ حدیث پاک میں جس کوٹے کو فاسق کہا گیا ہے وہ بقول شیخ
عبداللہ محدث دہلوی ۲۔ جنگلی ہے۔ ۲۔ اس کے پیٹ اور پیٹ پر سفیدی ہوتی ہے
۳۔ بقول فقہاء کرام اس کی غذا صرف مردار ہے۔ اس کے برعکس یہ معروف کوا نہ
جنگلی ہے نہ اس کے پیٹ اور پیٹ پر سفیدی ہے اور نہ اس کی غذا صرف مردار ہے
لیکن ان تمام عقائد کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی غیر پیشین حدیث کی صاحب
بارغ معروف کو حدیث پاک کا مصداق بنانے پر تگ بڑھتے ہیں۔

۱۔ فقہاء دہلوی دیکھ سکتے ہیں کہ حدیث شریفہ میں جس کوٹے کا ذکر ہے
وہ بھی ۲۔ معروف کوا ۳۔ ہے۔ اور اس کو ۴۔ شائبہ ۵۔ کی بنا پر ۶۔ فاسق ۷۔ کہا گیا
ہے۔ تو سفیدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث میں مذکور ۸۔ جانوروں کو ان کے
۹۔ عادتہ مستعدی بالاذی ۱۰۔ یعنی اذیت لینے ۱۱۔ پرستے باعث ۱۲۔ فاسق
کہا گیا ہے۔ کویا ان کی ۱۳۔ شائبہ ۱۴۔ ہے۔ اور یہ شائبہ
حرمت کو مستلزم نہیں ہے۔ ۱۵۔ شائبہ حرمت کی علت ہے اس کا ذکر اجمالاً
پیش کر دیا گیا ہے۔ اور اگر سفیدی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہر شائبہ مستلزم حرمت

کیا اب سعیدی صاحب اسن، پیاز کو حرام قرار دینے کے لئے تیار ہیں ؟ کیونکہ
حدیث شریف اور قرآن پاک میں ان کو " خبیث " کہا گیا ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟
بہر حال ثابت ہو گیا کہ اگر بغرض محال حدیث شریف میں ذکر ہونے والے کوٹے
سے یہی مصروف کو مراد ہو تو بھی اس کا حرام ہونا مذکورہ بالا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا
کیوں کہ حدیث شریف میں جس خباثت کی بنا پر اس کو فاسق کہا گیا ہے وہ حرمت کو
مستلزم نہیں ہے ۔ اس حدیث میں جن جانوروں کا ذکر ہے ان میں سے جو جانور کسی
دوسری دلیل سے حرام ثابت ہو جائے گا وہ حرام قرار پائے گا ۔ اور جس جانور کی حرمت
کسی اور دلیل سے ثابت نہ ہوگی وہ شخص ائمہ سے کہے کہ اسے فاسق کہا گیا ہے یا نہیں
پاکستان " خبیث " کا اطلاق کیا گیا ہے حرام قرار نہیں دیا جاسکتا ۔

سعیدی صاحب سیف السیف نے ترجمہ شریف میں جو جانور
کا ذکر ذیل قول نقل کیا ہے :-

والله اعلم

ترجمہ : " حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما فرماتے ہیں کہ جس کو کھانسی ہو
وہ حرام ہے کہ غیر صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کھانسی نہ
کرتے تو فریاد کیا کرتے ۔ شکر بخدا کہ وہ حلال
جانوروں میں سے نہیں ہے ۔ "

عن ابن عمر رضی اللہ
عنہما عن یاسر بن النضر الب
وفد سماء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاستأوا اللہ
ما هو من الطیبات ۔

سنن ابن ماجہ میں ہے :-

اول تو غیر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کھانسی کو فاسق قرار
دیا ہے وہ " بقیہ " کو اس لئے کہ پھینکے اور پھینکے پھینکے

بھلائی

اول ہے ۔ نیز وہ بھلائی کو اس کی نفاذ حد سے مراد ہے ۔ لہذا اس کو بھلائی
کہتے ہیں اس لئے کہ اسے کھانسی پر مبنی کر دینا صحیح ہے ۔ کیونکہ کھانسی

کوست میں مذکورہ اوصاف میں سے ایک وصف بھی نہیں پایا جاتا۔

دوسرے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک تو مرنے والی جی
مکروہ ہے۔ پھر چونکہ امام شمس الاممہ دمشقی د ۱۰۳۸ م ۱۱۰۵ ہ ۱۰۵۰ ق ۱۰۵۰ ق ۱۰۵۰ ق

وہ کان ابن عمر رضی اللہ عنہ	ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
یہ کہ اس کا اندھا جی لانا	تھا کہ اندھا جی کا اس کو مکروہ سمجھتے
یستأول البصیر - البصیر	تھے کہیں کہ وہ ناپاک تر ہے۔

سید می صاحب کو سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسک بڑا
منگاپڑے گا کہوں کہ یہ وہ اپنے " اعلیٰ حضرت " کے " وصایا شریف " کی
" مرغ کی برائی " اور " مرغ پلاؤ " سے اپنے کام و دین کی نسیانیت نہیں کر
سکیں گے۔

باقی رہا ان کا مسک کتے کے بارے میں تو وہ ہم سے متفق نہیں ہے
کیونکہ وہ جس کتے کو غیر طیب قرار دے رہے ہیں وہ وہ کو اس سے بہت خور قدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے " فاسق " فرمایا ہے۔ اور ہم یہ بتا چکے ہیں کہ
وہ اگر اس " معروف کتے " کے علاوہ ایک بھی " دار خور کو اس سے جس کے پیٹ و
پیشہ پر سفیدی ہوتی ہے۔

سید می صاحب کا فہم اس سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا	تفسیر خاتمہ
کو فاسق ہے۔ اور حیوانات میں فسق اور فاسق کا اتنا ہی اس	
جائور پر آتا ہے۔ جس کا کھانا تسمہ ہو۔ اس کے بعد سید می صاحب نے حافظ ابن	
حجر عسقلانی ج کی درج ذیل بات تمام عبارت سے بطور تائید نقل کی ہے۔	

واما المعنی فہ وصف الدواب	یعنی کتے وغیرہ کو فاسق اس سے فرمایا
المنصورۃ بفسق فضیل	ہے کہ یہ سب جانوروں کے ہیں

لغیر و سبھا عن حکم غیر مباح
عن الحیران فی تحریم قتله و
قتل فحل احسن۔

درجہ اولیٰ و ثانی و ثالث

ہے۔ اس کو حرم میں قتل کرنا حلال اور
اس کا کھانا حرام ہے۔

پہلے اور اہل بات تو یہ ہے کہ سحر میں اثر طبعی و علم سحر میں
محرکات کہ فاسق نہ پایا ہے وہ یہ صورت کو اس میں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حیوانات میں فاسق اور فاسق کا اللہ اس جانور پر آتا
ہے جس کا کھانا حرام ہو اس کی کھانا نہ ہو کہ یہ کھانا نہ کھائی ہو۔ ایسا کوئی کہ
موتور ہے ؟

پہلی سیر میں صاحب نے ملاحظہ فرمائی کہ تمام حیوانات جو نقص نہ لائی
ہیں اور پھر جن میں اس کا اثر ہے کیا ہے۔ دیکھو کہ ایک بار تو جو حیوان میں قوی
کے کہ کیا ان لوگوں کا بھی نام ہے یہ ہے یا نہیں؟ وہی کہہ دیا جا رہا ہے
ات و حاصل یہ ہے کہ حلال ہیں جو مستحکم ہیں۔ نہ لڑو پانچ جانوروں کو فاسق
کے کہ وہ بھی کہتے ہوئے ہیں تو ان میں سے کئی ہیں۔ جن میں سے فاسق جانور کو حلال
ہیں جو کہ تریقہ دہ ہے۔ اور یہ قیاسی قیاس کا بھی پسند ہے۔

پہلی ملاحظہ فرمائی کہ حلال ہیں جو مستحکم ہیں۔ نہ لڑو پانچ جانوروں کو فاسق
کے کہ کیا ان لوگوں کا بھی نام ہے یہ ہے یا نہیں؟ وہی کہہ دیا جا رہا ہے
ات و حاصل یہ ہے کہ حلال ہیں جو مستحکم ہیں۔ نہ لڑو پانچ جانوروں کو فاسق
کے کہ وہ بھی کہتے ہوئے ہیں تو ان میں سے کئی ہیں۔ جن میں سے فاسق جانور کو حلال
ہیں جو کہ تریقہ دہ ہے۔ اور یہ قیاسی قیاس کا بھی پسند ہے۔

کہا گیا ہے۔ تیسرا قول جو حنفیوں کا ہے وہ یہ ہے کہ ایذا دینے اور فساد کرنے میں
یہ جانور دوسرے جانوروں سے چونکہ بہت ممتاز اور علیحدہ ہیں اس لئے ان کو فاسق کہا
گیا ہے۔

پنچاچک حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ دم ۱۰۱۴ھ : ۱۴۰۹ھ : ۱۶۰۹ھ
نواسی کی مشہور روایات کی بہت احادیث دینے والے۔ ملاحظہ ہو مرآت جلد ۲۔
ص ۳۹۵۔

ازدہنی نے اس حدیث کو فراموش کیا ہے۔

<p>ترجمہ : جانور کہ ان روایتوں میں سے بہت زیادہ میں موسیٰ لیسر ازہنی و سید دالی پھڑوں میں سے پانچ پھڑوں ذکر ہوتی ہیں۔</p>	<p>بدانکہ در ہر ایک ازین روایت میں پنچ ازہنی و روایات ذکر شدہ۔</p>
---	--

نیز فرماتے ہیں۔

<p>جن جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز ہے وہ ان پانچ میں منکر نہیں ہیں بلکہ تمام موسیٰ حسب انوروں کا یہی حکم ہے۔</p>	<p>منکر درین پنج نیست بلکہ ہمہ موسیات را حکم ہمیں است۔</p>
--	--

اشعۃ المصابیح ص ۱۲۶ (ج ۲)

بہر حال حافظ ابن حجر نے تیسرا قول جو حنفیوں کا تھا اس کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا
جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اس تیسرے قول کے قائل کے نزدیک جو جانور بھی فساد کرنے والا
اور ایذا دینے والا ہو وہ انہی پانچ کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ابو سعید خدری
کی حدیث میں آیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جو بے کو نہر میں سے
فویسقہ کیوں کہا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم ایک بار نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک چوہا چراغ
کی جلتی ہوئی بتی منہ میں لئے ہوئے ہے گھر جلائے کھلتے۔ یہ حدیث
اشعارہ کرتی ہے کہ پانچوں جانوروں کو فاسق اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا
فل فساق کے فعل کی طرح اذیت دیتا ہے۔ یہ حدیث آخری قول کو ترجیح
دیتی ہے۔ واللہ اعلم

در فتح الباری ص ۱۱۱ : ۱۲۴ :

سعیدی صاحب نے دیانت کے ثبوت دیتے ہوئے ایک اور قیاسی قول پر مسک
تشی کے مطابق تھا اس کو سرے سے نظر انداز کر دیا اور اس کو نقل کرنے کی زحمت ہی
کرانا نہ کی۔ اور جو در قول نقل کئے اپنی دیانت یا خیانت سے ان کا ترجمہ ایسا کیا کہ
دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ دو قول نہیں ہیں بلکہ ایک ہی قول ہے۔ اور گویا فاسق کلمہ کی وجہ
سب کے نزدیک بالاتفاق ان کا حرام ہونا ہے۔

سعیدی صاحب نظر انداز ہیں۔

پہر مختار خالطہ

”پنجوں سے چیز بھاڑ کر شکار کر کے کھانے والے

جانوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ نیز جمہور ائمہ
مذاہب امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور لوگ پنجوں
سے شکار کرنے والے پرندہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور گویا بھی اسی کلیہ
میں داخل ہے لہذا وہ بھی حرام قرار پایا۔ (مختصرات)

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل درست ہے۔ لیکن یہ تو فراموش

ہوا ہے

کہ پنجوں سے شکار کرنے کا مطلب آپ جانتے بھی ہیں یا نہیں؟
جم پٹیل باحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ پنجے سے شکار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فضا میں ہوا
ہی سے اپنے شکار کہ پنجوں کے ذریعہ اچھٹا کئے صاحب میں اتنی طاقت کہاں ہے وہ تو

روٹی یا بونی کا کوئی ٹکڑا اگر زمین سے بھی اٹھا آئے تو پورے کے ذریعہ مذکور ہوگا۔
جب وہ سب پارہ اپنے پنجوں سے زمین پر پڑے ہوتی ہوتی نہیں اٹھا سکتی تو وہ
ہیں اڑنے والے پرندوں کو پٹے کے ذریعہ شکار کر سکتے ہیں۔

پتھر یا مٹا

حیوان کا سبب یا ٹیٹ سے یا اڑنا۔
پتھر یا مٹا کہ جس سے کہہ کر کہ وہ پتھر یا مٹا سے اڑے اور کون سے
روٹی سمیٹ کر سٹ جاتا ہے۔ اور ٹیٹ بھی۔ کیوں کہ وہ کھانسی اور ہار
بھی کھا لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حلال قرار پایا ہے۔
الشیاء حلال

یہ درست ہے کہ حیوان کا سبب یا ٹیٹ سے یا اڑنا۔
جواب

کو اگر ٹیٹ کا کیا ہے تو اسی بنا پر کہ وہ مٹا ہے۔ جیسا کہ ہم
چکے عرف کرچے ہیں۔ لیکن یہ اڑنا سے مراد ثابت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہر چیز میں
ہم دیکھتے ہیں۔

خیر کہہ کر کہ اگر وہ سب سے جیسا کہ
وہ کہہ کر کہ ہو۔ اور سب تک اور
کچھ انسان پر تمل آوے ہوگا۔ اور اس سے
ہی بڑا بعض حالات میں تمل کرتا ہے۔ لیکن
اس کے حلال یا حرام ہونے میں اسے اڑنا
یا اس کے علاوہ اس میں کسی اور
ایذا کا اعتبار نہیں ہے۔

بعض یسے الیہ الیہ
علیہ وسلم علیہ السلام
لیکن جائزاً والیہ الیہ
فتہ یسے والیہ الیہ
حکۃ الیہ الشوریہ
الیہ حوال والیہ یسے
هو ولا غیر وغیر
الا شیاء ف تحریم

(احکام القرآن لجناس: ص ۱)

بہر حال ثابت ہو گیا کہ ہر ایذا اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہی ایذا اور
نوشہ فی الحرمت ہے جو پہلے تفسیل سے بیان کی جا چکی ہے۔ یعنی ایذا بالناصب اور
ایذا بالغلب اور اس کی حقیقت پہلے واضح کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی
ایذا حرمت کے لئے علت نہیں بن سکتی۔ ہم نے اسے حرمت میں بھی دیکھ کر جنہوں نے
کئی بکراں کو اپنی گراس طرح چوڑی ماری کہ آگے پھوٹتے پھوٹتے پڑے۔ اور ان کے
قد میں گھراؤ نہ ہو گیا۔ اور جہاں تک تفسیر ہے بکراں سے روٹی پھینکے گا تو عام طور پر
پاک و مرغی بھی چھوٹے بکراں سے روٹی پھینکتے ہیں۔

اور سعید بن جبیر نے حرمت کی نہایت ثابت ثابت کرنے کے لئے یہ جو فرمایا
ہے کہ وہ گندہ کی اور مردار بھی کھا لیتا ہے انتہائی غلط اور ان کی بہالت کا غمان ہے
کیونکہ کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ گندہ کی اور مردار کھا لینے سے اگر وہ نہایت
ثابت ہو جائے جو حرمت کی علت ہے تو پھر مرغی بھی خبیث اور حرام ہوتی چاہئے۔
یہاں سے معلوم ہو گیا کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ مردار وغیرہ کھانے سے
وہ نہایت قلیل ثابت نہیں ہوتی جو حرمت کی علت ہے۔

سعید بن جبیر صاحب لکھتے ہیں۔

اگر حرمت کے دلائل سے صرف نظر کر کے صرف مرغی پر قیاس کرنا
مستفود ہے تو پھر کتا۔ چیل۔ اور گدہ بھی حلال ہو سکتے ہیں۔
کیونکہ یہ جانور بھی گندہ کی اور مردار کے علاوہ پاک چیزیں مثلاً روٹی وغیرہ
بھی کھا لیتے ہیں۔ اگر دو مصرعے دلائل کی وجہ سے یہ جائز حرام ہیں
تو کیا وجہ ہے کہ ان دلائل کی وجہ سے کیا حرام نہ ہو ؟

سعیدی صاحب ! ابھی تو آپ بڑے زور و شور سے حلال اور قیاساً کو
کی حرمت ثابت کرنے کے لئے اس میں حلال و حرام مخلوط غذا کھانے کی وجہ سے
ثابت کر رہے تھے اور ابھی اپنے اٹلی حضرت احمد رضا خان صاحب کی وصیت کے
مطابق تیار ہونے والی مرغ کی بریانی اور مرغ پلاؤ کو دیکھ کر آپ کے منہ میں پانی آگیا۔

اور اب آپ فرماتے ہیں کہ مخلوط غذا کھانے سے نہ حرمت ثابت ہوتی ہے نہ
نہایت۔ بلکہ جس طرح کتا مخلوط غذا کھانے کے باوجود اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں
بلکہ دوسرے دلائل کے باعث حرام ہے اسی طرح معروف کو ابھی گو مخلوط غذا کھاتا
ہے۔ لیکن اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کی وجہ سے حرام ہے۔
بہر حال ہمارے لئے تو خوشی کی بات ہے کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا نہایت
کی علت قرار دینے سے دستبردار ہو گئے۔ اگرچہ یہ ساری کارروائی اپنے اس
حضرت کی ”وصایا شریف“ کے ”مرغ پلاؤ اور مرغ کی بریانی“ کے بچاؤ کی
خاطر ہے۔ دلیوانہ بکار خویش ہو شیا

لیکن ہمیں اس سے کیا غرض کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا نہایت کی علت قرار دینے سے
کس بنا پر دستبردار ہو گئے ہیں۔

الفاظ کے بچوں میں اب تک نہیں دانا : غواہ کو طلب ہے صرف کے کوہر
رہے کوئے کی حرمت کے دوسرے دلائل تو جو سعیدی صاحب نے پیش کئے تھے حضرت
ان کے جوابات ہم نے عرض کر دیئے ہیں۔ چونکہ کتاب میں زیر بحث مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر کافی تفصیل
سے روشنی ڈالی گئی ہے اس لئے ہم انہی چند مختصر کلمات پر اکتفا کرتے ہیں۔ والہدایہ بہدشیر

انوار آسما

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد اسلامیین پاکستان، ۲ شعبان ۱۳۹۹ھ، ۲۸ جون ۱۹۷۹ء



برادرِ اسلام۔ قریب قریب تمام ہندوستان میں اس متعارف کوئے کی حالت و ہمت
 کا شور و شغب ہو رہا ہے۔ بات تو صرف اس قدر تھی کہ کوئے کی متعدد حلال و حرام اقسام میں یہ
 ویسی کوئے اور معمولی بستیوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر اس عظیمہ جتہ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے لیکن
 چونکہ وہ ایک استعمال ہے اس لیے نہ کسی نے اس کے کھانے کا خیال کیا نہ استفادہ کی ضرورت
 پیش آئی بلکہ عوام کا خیال یہی رہا کہ حرام کوئی ہے۔ یہ بخیر و مزہ ہوئے ہمارے پورے کسی باشندے
 نے نہ حضرت شیخ المشائخ مولانا رشید احمد صاحب لکھنؤ ہی مدظلہ سے استفادہ کیا اور مولانا
 ممدوح نے معمولی طور پر وہ جواب دے دیا جو اپنے استاد حضرت مولانا شاہ ملوک علی صاحب
 سے سنا اور اپنی ذاتی تحقیق سے کتب فقہ میں تحقیق فرمایا تھا کہ ”مذہب حنفیہ میں کوئے حلال
 ہے البتہ کوئے کی وہ قسم حرام ہے جو باقہ کھاتی ہے وہی موزی و فاسق ہے اور وہی کرکس
 کی طرح نجاست خور ہے۔“

اتنی سی بات پر معمولی مولویوں نے اپنا کمال طرہ یہ ظاہر فرمایا کہ وہ غلط تقریر فقہ سے اشتہارات
 رسائل اخبار و مراسل طے کر کے اور اپنے اکابر و اساتذہ کو کالیاں دیں اور عوام سے دلوں میں جانکے
 متعارف کوئے کا یہ مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے۔ یہ جو ہم علماء سلف کے زمانہ میں بھی استفادہ
 ہونے اور اس کی حاکمیت نہ ہر جہتی لیکن زمانہ کا اقتضا اور چودہویں صدی کی آزادی کا منشا ہے
 کہ تہ کوئے کو انمول ثمر یعنی کوئے مذہب حنفیت کو سب کو جانے کے مطابق کھڑا نکلیں بندہ کے
 وہ وہ عامہ فرسائی کی کہ کوئے قطع نظر اس کے کہ وہ مسئلہ ہونے کے نام سے اس مذہب حضرات
 بھی اس کو مسکت نہ مناسب سمجھتے ہیں۔ درحقیقت ان کی تردید میں وقت ضائع کرنا محض بے سود

اور اپنے اکابر کو برا کہلوانے کا سبب بننا ہے۔ اس لیے کترین نے ہندوستان کے
مشہور و معروف علماء و موم اکابر دین کے نمائندوں منس احتشاق حق کی عرض سے جمع کئے اور انہیں
افادہ و مشایخ کر دیئے۔

ہر انصاف پسند طبیعت کو چاہیے کہ اول حق و صدق کا اندازہ کرے کہ کس مرتبہ کا اور کس مرتبہ
کا ہے۔ ائمہ اربعہ یہ آخری تحریر ہے۔ غلامیہ گرائس پر بھی مکتبہ نہ جہاں تو ان خاصانِ نسب پر
اعتراف کر کے پتی و نوبت شریعہ کریں۔ مومنین سے کہیں کا میں یہ خیال نہیں کہ کوئی اکابر یا
اس کے کھانے پر کون نہ دے سکتا ہے۔ جبکہ بقیہ کی مثال پتہ میں عام طور پر کھانے میں مستور
ہیں۔ بہتیرے محل یا نور آپ کو ایسے میں کے کہ جو کے کھانے کا بتا کر نوبت بخیراتی
پھر اگر کوئی اکابر یا نوکیل ورنہ کھایا تو کیا نوبت چوڑی ہو موم پتہ کو درجہ اور محل شے کو مثال تو بتا سکتے کہ
مستحق ہے اور عقیدہ دین کی اصل سب سے اس لیے اس موم کے انصاف کی ضرورت پیش آتی۔ نہیں
مخاصین کی راج کسی فتویٰ یا تحریر پہلی اور فرنی دستا کر نہ نہیں آتے۔ اس لیے موم پر موم
کیا جاتا ہے کہ ان تمام فطرتوں میں موم و بدستہ میں کو جس موم یا دستخط میں شک ہو شتہ کے
پاس آکر دیکھ لے اور اپنا پورا اطمینان کرے۔ ہم نے پناہ کام پورا کر یا اب چاہتے ہیں ہر پناہ
فتنہ کو دن یا قول کم و افونش امری الی اللہ و اللہ بنسیر بالعباد۔

المشتر

نصیر الدین ساکن بیر پٹنہ محلہ کریم نگر

فتوے قدوة العلماء و زبدة الفتاویٰ و مسائل مسلک طریقت راہبر جاوہ شریعت

حضرت مولانا شہید محمد صاحب گنگوہی اوام اللہ علیہ السلام

ما قرأکم من حکم اللہ تعالیٰ راہدین سلمہ کہ کو ایسی جو غواہیوں میں پایا جاتا ہے حلال

ہے یا حرام۔ فقہار نے بیش اقسام کو سے کہ حلال کہا ہے اور بعض کو حرام کہا ہے و ریافت کرنا

مظاہر ہے کہ یہ کو حرام میں ہے یا حلال میں یا بینوا تو جڑا

الجواب

کتاب فتوے میں تصدیق کتاب غرائب الفوائد مختلف ہیں کہ یہ بیحد نو کتب و فتوے میں مذکور

ہے کہ مدار اس کی فراک پر ہے۔ پس یہ کو غواہیوں میں پایا جاتا ہے کہ یہ تحقیق نہ ہو تو بھی

اس کی حقیقت میں شک بہ غیر ہے اس لیے کہ جب وہ بھی غلط کہتا ہے تو جب شد و غلظت و درجہ

یہ کہ کتاب کے قواعد کی حقیقت کے معلوم ہو کہ خواہ اس کو متفق کہا جاوے یہ نہ کہ

جڑا ہے فقط۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

بندہ شہید محمد گنگوہی تفتی

لہ شہید احمد

فتوے جناب مولانا مولوی حاجی محمد رفیع صاحب کانپور لدھی سلمہ

الجواب

یہ مولانا رفیع نے سے پرورش پایا ہے کہیں و ان کا کتاب ہے اور کہیں بیلا نام معلوم

ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک حلال ہے۔ اور مولانا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام

ہے۔ گرائی یہ ہے کہ نال ہے۔ فی التنبؤ و شرحہ المذہب۔

تنبؤ اور دقت میں ہے کہ:

وَحَدَّ غُرَابُ الذَّرْعِ الَّذِي يَأْكُلُ
الْحَبَّ وَالزَّرْبُ وَالْعَفَقُ هُوَ غُرَابٌ
يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ حَبِّ وَحَبِّ
وَالْأَصْحَى حَبُّ فِي رَدِّ الْمَحْتَارِ هُوَ
قَوْلُ إِمَامٍ مَرَّ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ
يَكْرَهُ

غراب الذرع جو کہ صرف دانہ کھاتا ہے وہ اسے حد ہے
نیز غرابش در عشق بھی محار ہے غنقہ وہ اسے
بودانہ اور در دونوں کھالیتا ہے اور اس کا اصل
ہوتا ہی زیادہ صحیح ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ۔
امام ابو یوسف نے کہا قول ہے اور ابو یوسف نے
فرمایا کہ وہ ہے۔

قد ہی عالمگیر میں ہے کہ:

وَالْغُرَابُ الْأَبْقَى مُسْتَحَبٌّ طَبْعًا
فَإِنَّ الْغُرَابَ الذَّرْعِيَّ الَّذِي يَنْتَقِطُ
الْحَبُّ مَبْذُورًا حَبٌّ وَإِنْ كَانَ الْغُرَابُ
يَحْيِي بِمَنْعِهِ فَبِكُلِّ الْحَبِّ مَتَّاعًا
وَالْحَبُّ الْخَرِي فَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي
يُوسُفَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ أَنَّهُ يَكْرَهُ وَعَنْ أَبِي
حَنِيفَةَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ بِاللَّهِ وَهُوَ
الْقَائِمُ عَلَى قَدَرِ الْمَدَجِ الْجَزْءِ

غراب البق (جو دانہ مرار کھاتا ہے) منع کثرت ہے
اور غراب زرعی جو صرف دانہ پکاتا ہے مباح ہے
پاکیزہ ہے۔ اور اگر کوئی ایسا ہو جو مردار اور ذبوں
کھا لیتا ہو تو اسے کبارست میں امام ابو یوسف
سے وہی ہے کہ کراہ ہے اور ابو حنیفہ
کے نزدیک اس پر کھانسی کوئی حرج نہیں
میں نیز سب جیسا کہ غری دونوں چیزیں کھانے
کے بار جو در حد میں ہے۔

عنایہ شریعت یا بین ہے کہ:

وَالْغُرَابُ الذَّرْعِيُّ الَّذِي يَأْكُلُ

غراب الذرع جو کہ کھاتا ہے اسے

لَللَّهِ نَوَءٌ بَلَّتَتْهُ الْحَبُّ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ
وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَنَوَءٌ مِنْهُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ
وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنَّفُ الْبَقَّةَ الَّذِي
يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوَءٌ يَخْلُطُ
يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ أُخْرَى وَ
تَرِيدُ كُرْدُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ
عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَ مَكْرُوهٌ عِنْدَ أَبِي
يُسُفَّ قَوْلُهُ وَكَذَلِكَ الْغَدَانُ وَهُوَ
غَرَابُ الْفَيْطِ لَا يُؤْكَلُ وَأَصْلُ ذَلِكَ
أَنَّ مَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَلَهُ نَبَتٌ مِنَ الْحَرَامِ
فَيَكُونُ حَبِثًا عَائِلًا وَقَا يَأْكُلُ الْحَبَّ لَهُ
يُوجَدُ فِيهِ ذَاكُ وَمَا خَلَدَ كَالِدَ جَابِجٍ
وَالْعَقَّةُ وَالْأَمَامُ يَأْكُلُهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ
الْأَهْلُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الْمَدَّ جَابِجَةً
وَمِنْ مَتَّ يَخْلُطُ -

بحر الرائق شرح كنز الدقائق کے مکمل میں ہے

الغراب ثمنه انوار نوء يأكل الجيف
فحسب خذ لا يؤكل ونوء يأكل الحب فحسب

داز چلتا ہے اور دار نہیں کھاتا یہ بد اتفاق کرنا
نہیں ہے۔ دوم جو صرف مردار ہی کھاتا ہے اور
اس کو مصنف نے بقعہ کہا ہے یہ مکروہ (مکرم) میں
ہے۔ سوم جو مردار اور دواؤں کو کھاتا ہے۔ اس کو
مصنف نے تاب میں ذکر نہیں کیا یہ اہم ہو حنیفہ
کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اہم ابو یوسف کے
زادیک مکروہ ہے۔ مصنف کا قول کہ ایسے ہی غراف
(غراب الفیض) ہے یعنی غراب بقعہ کی طرح یہ بھی
نہیں کھایا جاتا۔ اور کوسے کے بارے میں قاعدہ
(کلیہ) یہ ہے کہ جو کھا (صرف) مردار کھاتا ہے اس کا
گوشت چونکہ حرام سے پیدا ہوتا ہے اس لئے غادۂ خبیث
ہے لہذا اس کا کھانا ممنوع اور جو کھا صرف دان کھاتا ہے
سیریں یہ وہ نہیں پائی جاتی جس سے ظاہر ہے اور جو کھا دونوں
کھا لیتا ہے وہ مرغی کے مانند ہے اور قسقی کے کھانے میں اہم
ہو حنیفہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے یہی صحیح ہے کیونکہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے جو کہ دانہ اور
عکس کی دونوں کھاتی ہے۔

لوگوں کی تین قسمیں ہیں انوں جو فقط مردار کھاتے
یہ نہیں کھایا جاتا اور دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا

فَإِنَّ يُونُسَ وَنُوحًا يَتَخَدَّ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا
يُونُسَ عِنْدَ رُحْمِهِ وَهُوَ الْحَقُّ لَأَنَّهُ
كَانَ جَابِرًا وَشَنَّ ابْنُ يُونُسَ
أَنَّهُ يَكْرَهُ أَمْرَهُ كَأَنَّهُ
فَإِنَّ أَمْرَهُ كَأَنَّهُ
وَأَوَّلُ أَحَدٍ

بجین شکر کرتے ہیں:

تَحْذَرُ شَتَّى أُمُورٍ تَوَاتُرًا بِأَكْثَرِ
يُحِيفُ فَتَدْبِقُ نَدَا يُونُسَ وَنُوحًا
يَا نَحْنُ نَسَبَ فَتَدْبِقُ نَدَا يُونُسَ وَنُوحًا
نَسَبَ يُونُسَ وَنُوحًا يُونُسَ وَنُوحًا
حَنِيفًا وَهُوَ الْحَقُّ لَأَنَّهُ كَانَ جَابِرًا
وَعَنْ ابْنِ يُونُسَ رَحِمَهُ نَدَا
أَنَّهُ يَكْرَهُ لَأَنَّهُ غَابَ مَا كُوِّلَ
الْحَنِيفُ وَالْأَوَّلُ أَحَدٌ

ہاں ہے کہ جو در اور نہ دونوں کا ایک ہے یہ
جی ہاں ابو حنیفہ کے نزدیک کیا جاتا ہے۔ اور
اس کو تحقیق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے۔
در امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اس کا کانا ہوا
ہے کیونکہ اس کی اکثر نڈ مڈ رہے اور ہم ابو حنیفہ
کا قول زیادہ سمجھتے ہیں۔

کہ تو کسی کی تین تیس ہیں۔ تو جو منہ اور کہتے
ہے اسے نہیں کیا یا ہالہ دوم ہونے کے بعد
ہے یہ کہ جابریہ جو دونوں کا ایک ہے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ جی ہاں جابریہ
تحقیق کہتے ہیں اس لیے کہ یہ مرغی کے مانند ہے
اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ مرغی ہے
کیونکہ اس کی اکثر نڈ مڈ رہے۔ امام ابو حنیفہ کا
قول زیادہ سمجھتے ہیں۔

عناصیب مع رموز الواقع لندری یا کلا الجیف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں الفاظ البقی بہار

میں عرب سے ہے اور عرب کی تین تیس ہیں۔ البقی میں ہیں سوا اور بیان ہے اس سے

اس سے زائد کی پوری پوری حقیقت میں سوا کے جیسے اور جیسے حقیقت کے ذریعہ کی تیس تیس

کے دوست میں قید گاہ سے بیرون فرماتے ہیں

وَأَيْنَ مَرْبُوتٍ مَّا دَأَىٰ تَمَكُّنُهُ كَوْنُ كَسَلٍ كَلِّ

وَلَا تَنْتَهِي إِلَيْهِمْ إِلَّا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا تَجِدُ

عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا وَلَا هَيْبَةً وَلَا يَخَافُكَ

وَأَلَّا تَدْرِي أَنَّ هَٰؤُلَاءَ خَلْقُكَ

الَّذِينَ خَلَقْتَ لَهُمْ

نیز بالحق انور ہے:

وَأَيْنَ مَرْبُوتٍ مَّا دَأَىٰ تَمَكُّنُهُ كَوْنُ كَسَلٍ

وَلَا تَنْتَهِي إِلَيْهِمْ إِلَّا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا تَجِدُ

عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا وَلَا هَيْبَةً وَلَا يَخَافُكَ

وَأَلَّا تَدْرِي أَنَّ هَٰؤُلَاءَ خَلْقُكَ

الَّذِينَ خَلَقْتَ لَهُمْ

كَأَنَّا أَجْنَاءُ أَوْ أَشْجَاءُ أَوْ زُرَّاعَتْ

وَالْخَشْفُ وَهُوَ كَالَّذِي هُوَ مِنَ الذَّنْبِ

بِهِ لَوْ سِوَا ذُو مِرْيَةٍ يَلْهَىٰ رُكُوعًا

مَكْرًا وَكَأَنَّا بَيْنَ يَدَيْهِمْ أَعْدَاءُ لَآئِن

خَابَ الْأَوَّلُ الْيَوْمَ كَمَا فِي مَدَائِدِ

إِذَا أَكَلُ الْيَوْمَ يَكُونُ وَإِذَا تَنَزَّلَ الْأَوَّلُ

ان میں سے ہر ایک کی طرف اشارہ ہے کہ اگر ان کو

توین قسم کے کوسے میں درود نہ دیتے تو

کسی کو اس پر سوار ہوتے نہ دیتے ہوں گے۔

یہی حالت ہے کہ اگر ان کو دیکھو تو

کون سا کون سا دیکھتا ہے یہاں ان کو

میں ہے۔

اور یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

یہی ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

نہیں ہے کہ ان کو دیکھنا ہے کہ

پس یہ دیکھ کر تو اب دینی مستحق ہو گئے۔ یہ ورد نہ کرنا بھی کہتا ہے مولیٰ ہے۔

نمایہ میں ہے:

وَلَوْ لَا بَشَرٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ مُرْدًا وَنَجِيَّةً

کہ جو کھجور وار ورد نہ دونوں حقیقت ہے۔

مُرْدًا الْخُرَى وَهُوَ خَيْرٌ عَمْرُوَةً وَنَجِيَّةً

جو خیریت سے نزدیک مراد نہیں ہے۔ ورد مراد

نَجِيَّةً وَهُوَ خَيْرٌ عَمْرُوَةً وَنَجِيَّةً

یہ صفت کے نزدیک مراد ہے۔

ورد ابیہ میں ہے:

وَلَوْ لَا بَشَرٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ مُرْدًا وَنَجِيَّةً

کہ جو کھجور وار ورد نہ دونوں حقیقت ہے۔

ورد ابیہ میں ہے:

وَلَوْ لَا بَشَرٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ مُرْدًا وَنَجِيَّةً

کہ جو کھجور وار ورد نہ دونوں حقیقت ہے۔

بُؤْسُ كُلِّ نَسْلٍ لَا حَرَّ وَلَا قُرْ

روایت کے مطابق خیریت مراد ہے۔

الْمَغْتَرِ

ہے۔

ورد ابیہ میں ہے:

وَالْأَوَّلُ حَقٌّ كَمَا فِي الْخَزَائِفَةِ

کہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔ جیسے کہ خزانہ میں

وَشَيْءٌ كَا

ہے۔

ورد ابیہ میں ہے:

وَالْأَوَّلُ حَقٌّ كَمَا فِي الْخَزَائِفَةِ

کہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

ورد ابیہ میں ہے:

كَمَا كَانَتْ بِلَا كَلِمَةٍ وَهُوَ الْجَبَّارُ

کہ جس نے کوئی کلمہ نہیں ہے۔

هَكَذَا فِيهِ رِبِّ الْمَدَجَّاجَةِ

جیسا کہ مذکور دونوں چیزیں کما ہے

کذا فی الملبوسات ۲۰۲۱

کے لئے جو کچھ ہے

[Faint handwritten notes]

کتابخانه عمومی مسجد جامع کابل

1890

1890

[Faint handwritten text]

1912

فکونی چنابہ وایضا نووی رحمہ اللہ ما تیبہ وریبہ

برای این کار

— 111 —

کے لئے یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی

— 100 —

فصل در بیان احوال و حال

— 22 —

[Faint handwritten text across the page]

میرزا حسن علی خان قزوینی

سید مرتضیٰ ثابت بن سید محمد علی شکر پور کے تلامذہ کی کتاب

سید یحییٰ حسینی مدظلہ العالی کے ہاتھ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نسخہ میرے ہاتھ سے میرے والد کے ہاتھ میں آیا ہے۔

کی دینی سمجھ بھائیوں انہوں نے جو حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کو کفر سے نہ حرمت اور کربست کی ذمہ داری

نہ نیاں کیا بلکہ امام صاحب کے نزدیک ہی کو ا جو ہندوستان میں عموماً پایا جاتا ہے حدوں
سے۔ دلیل کے واسطے دیکھو کتب فقہ۔

محمد طیب مدرس اول مدرسہ عالیہ رام پور۔

محمد طیب

فقہی کتاب و اپنا مولوی مفتی سید احمد صاحب رحمہ اللہ

مفتی بیاض اسلامپور رام پور۔

الجواب

جواب سوال اول: نسبت کرنی لائق جواب
نور مذکورہ ہو بہ و نجاست نزد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
عینہما است و نزد امام بویہ نسبت کردہ کذا فی
مندیہ و غراب مذکور و زبان عرب تحقق اورینہ
است درین باب قول امام ائمہ است۔
سوال اول کا جواب یہ ہے کہ در حقیقت دانہ اور کھانہ
کھانے کے لئے کو اہم ہو غنیفہ کے نزدیک حلال
ہے اور امام بویہ نسبت کے نزدیک مکروہ جیسا کہ
ہندیہ میں ہے اور اس کو کوسہ میں غنیفہ کہتے
ہیں اور مسئلہ میں زیادہ صحیح قول امام ابو حنیفہ

کتاب۔

کتاب فی الدار المتعلق ہو غراب یجمع بین اکثر المحبت والنجف الاصل حلال انتہی
وفی المناہج والمتعلق فلا بأس بالکبد عند ابن حنیفہ وهو لا حکم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اکل الدجاجہ وعلی مینا یجوز انتہی۔

ذمیتہ العقبین ہے:

وفی ذخیرۃ العقب الغراب اربعۃ اذاع
کہ کوسہ کی چار قسمیں ہیں اول جو صرف دسے ہو

نَوْءٌ يَأْكُلُ أَحْبُوبَ فَقَطُّ يَقَالُ لَهُ غَرَابُ
الذَّرْعِ كَمَا سَيَتِي فِيهِ وَحَدَّالُ اتِّفَاقًا لِأَنَّهُ
لَيْسَ مِنْ سَبَبِ الصَّيْرِ وَلَا يَأْكُلُ الْحَيْفَ
وَنَوْءٌ يَأْكُلُ الْحَيْفَ فَهُوَ حَرَامٌ
الِاتِّفَاقِ وَنَوْءٌ مَعَهُ وَذَمُّهُ سَبَبُ الظَّالِمِ
فَهُوَ حَرَامٌ وَاتِّفَاقُ وَنَوْءٌ يَجِبُ بَيْنَ الْمَتِّبِ
وَالْحَيْفِ وَشَوْصَلَاتُ عَيْنٍ لَمْ يَكُنْ وَشَوْ
الْحَقِّقُ نَذْرُ يَتَنَزَّلُ سَبَبًا لِقَرَابَتِهِ
بَعْدَهُ لَأَنَّهُ كَاللَّاحِظِ وَالتَّحْقِيقِ فِي الْمَتِّ
يَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ أَسْفَلَ مِنْ حَيْفٍ
وَالْأَوَّلُ أَحَبُّ مِنْ الْآخِرِ
الْمَتِّبِينَ الْمَتِّبِي -

ہے اسے غراب الذرع کہ جاتا ہے ہیا کہ
مقترب ہے اسے ہا یہ باتفاق حدال ہے کہ مقترب
دندہ پرندوں میں سے نہیں ہے ورنہ دور بھی
نہیں جاتا ہے۔ دوم جو نہ فہم در کتابت ہے یہ
باتفاق حرام ہے۔ سوم جو دندہ پرندوں میں سے
شکار کیا گیا ہے وہ بقر باتفاق حرام ہے۔ چہرہ
پر دندہ دور دوروں کا جاتا ہے۔ ہا یہ باتفاق
کہ نزدیک حدال ہے ورنہ مقترب ہے۔
ورنہ دوروں میں سے کہ یہ دوروں کے اندر ہے۔
دومہ اقول یہ ہے کہ یہ گروہ ہے کہ دور
نہم در سبب در چہم توں نزدیک حدال ہے
جیسے۔ تبیین میں ہے۔

ما صاحب ہا یہ کہ کتاب التنبیس میں ہے:

وَفِي التَّنْبِيسِ الْمَزِيدِ بِصَاحِبِهِ يَرَى أَنَّ
الْحَافِ وَانْفِاضَهُ وَتَحَقُّقُ رَبِّائِهِ
لَا لَيْسَ يَذَرُ رَبِّ مِنْ سَبَبِ وَنَذْرٍ
فِيهِ مِنَ الْحَيْفِ نَهَى -

در تذکرۃ التنبیس میں ہے:

وَالْغَرَابُ الْمَزِيدُ يَذَرُ يَأْكُلُ الْحَيْفَ
كَرَاهًا لِقَرَابَتِهِ بِرَبِّهِ وَنَهَى عَنْ

وَأَنْزَلَ رُغْيُنًا مِّنَ السَّمَاءِ وَهِيَ الْيَاقُوتَةُ الْكَافُورَةُ
يُنْزَلُ عَلَيْهَا الْمُنَادِيَةُ الْعَبْدُ

جہاں درجہ درجہ درجہ درجہ درجہ درجہ درجہ درجہ
انہ روایت کے مطابق لکھایا جائے۔

وَنَحْنُ أَمْرٌ مُّتَعَدِّدٌ أَمْرٌ مُّتَعَدِّدٌ

نہاں معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کی مرد و عتق

معارف بدو و منہر معلوم ہیشود۔

سے وہی کو ہے۔ ہوا ہمارے شہر و ویرانہ

ہیں معارف ہے۔

نہ جواب سوال نہانی نسبت کہ طویل

دوسے سوں بہرہ ہے کہ شہر و ویرانہ

ہے۔

رشتہ و طویل۔

بہا کے ساتھ ہے

وَنَحْنُ أَمْرٌ مُّتَعَدِّدٌ أَمْرٌ مُّتَعَدِّدٌ

نہ وہاں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

نہ کہیں بہرہ و ویرانہ ہے

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب سلمہ القلعاۃ المدینہ امیر الیگز

علائے ریاست رام پور

الجواب

حسب تحقیق کتب معتق ہی غائب ہے جو ہمارے دیار اور مختار میں متعارف ہے اور
حب اور حینف کو جمع کرتا ہے کسی کی سنت اور کراہت کی بابت کشیدہ خیال ہے۔ فقہانہ اختلاف
ہے۔ اور ہر شائق نے جو سنت معتق کے تحریر کئے ہیں وہ ضرور اس غراب میں موجود ہیں
فقہ کا کام بابت انصاف تمام اربع غراب کے منظر احتمال اربع صحیح درست ہے کیونکہ غراب
یہ دو خوار ہو گیا یا سبباً و تیور میں داخل ہو گا۔ یہ دونوں بالاتفاق حرم ہیں یا دین خوار ہو گیا
بلکہ خلاف حلال ہے یا حب اور حینف دونوں کو جمع کرنا ہو گا۔ وہ امام اعظم کے نزدیک روایت
مستحب بہ مسائل ہے۔ اور مولویوسف کے نزدیک مکروہ ہے اس غراب متعارف آبادی کو بھروسہ
مہو کہ بھی کہتے ہیں۔

صاحب ترجمہ و المختار نے اس کو نقل کیا ہے۔ لیکن اس شکار کا یہ بیان ہے کہ مہو کہ حلیہ
میں متعارف سے غراب کے ہوتا ہے گورنگ سرنی آمیز ہوتا ہے۔ جسہ در آواز میں بھی فرقی
ہوتا ہے۔ اس شکار اس کو بے تکلف کھاتے ہیں۔ بہر کیف گورنگ غراب ہے تو اسے تہیج
فقہاء نہیں تمام اربع محصورہ مذکورہ میں داخل ہو گا۔ اس کی حلت کا بھی حکم باعتبار احتمال اربعہ
خوری یا حینف خوری وغیرہ وغیرہ کے تابع ہو گا۔

نہ عدم مہم یہ ہے کہ اس میں تو اہل بصیرت کو شک نہیں کہ غراب متعارف حب و حینف کو جمع
نہ ہے۔ وجہ حینف وجہ کی حلت کی بابت قاعدہ کلیہ یہ قیاس دجا بڑ غلات مدہ مباحثہ

شیخین رحمہ اللہ فقہ الفہم صاحب تریح نے فتاویٰ تمانی خان میں نقل کیا ہے۔

وَهُوَ هَذَا عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ
أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْعَقِيقِ
فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ
الْجَاسَاتِ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلُطُ الْجَاسَاتِ
بِشَيْءٍ أَخَذَكَ لَدَجَاخَةٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَ
قَالَ أَبُو يُوسُفَ يَكْرَهُ الْعَقِيقُ
كَأَنَّهُ يَكْرَهُ الْجَاجَاخَةَ
الْمَخْلَاطَ -

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ
سے عقیق کے (کھانے کے) بارے میں سوال کیا
تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا
کہ وہ گندگی کتنا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے
ساتھ دوسری بات اسٹیا دہی کھاتا ہے لہذا کوئی
حرج نہیں ہے۔ درام ابو یوسف نے فرمایا کہ
عقیق کو وہ بہت عیب کہ باہر پھرتے والی دہی
کو کہتے ہیں۔

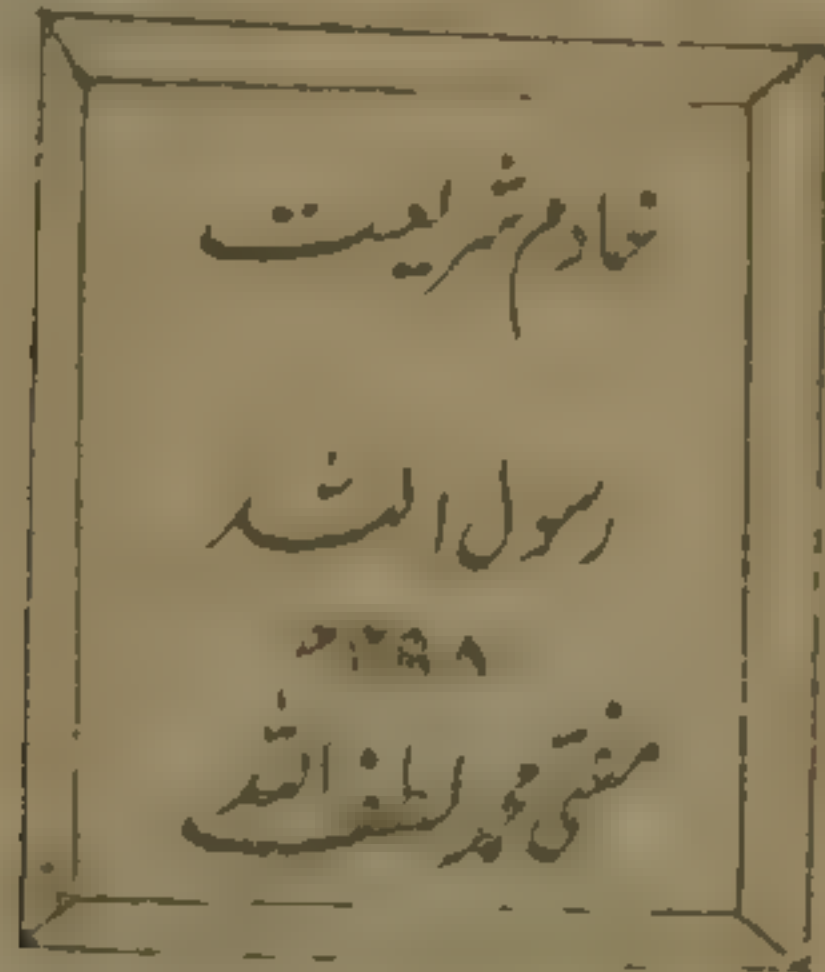
درام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ عقیق میں زعفران نہیں ہیں اور ائمہ بھی اسے میراثہ ایک
یہ کہ شیخ علی حزمین نے رسالہ حیدریہ میں لکھا ہے عقیق حکم است نزد سنی و اہل و عقیق
ست اور سنی نے کہ اس قسم کے باوجود جو عقیق و تہہ کے تین روز ہند رکھنے کا حکم
ہے تو کیا اثر عقیق کا کہ یہاں نہ پیدا ہو۔ اور وہ ان سنت و پاکیزگی کے لیے کہ است تہہ زہری کی ذیہ
سے ہے نہ نہ مست۔ چنانچہ فقہی مذاہب میں مست ہے۔

رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ أَنَّ يَأْكُلُ الْجَاجَاخَةَ وَافْتَدَا
يُجِبُ عَنْ بَيْتِ وَابْنِ حَبِيبٍ عَنْ مَجِبِ
رَبِيعٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ
وَجِبِ الْمَدَنِيِّ -

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
تھے کہ آپ نے فرمایا کہ جو عقیق و تہہ کے تین
روز ہند رکھنے کا حکم ہے تو کیا اثر عقیق کا کہ یہاں
نہ پیدا ہو۔ اور وہ ان سنت و پاکیزگی کے لیے کہ است تہہ زہری کی ذیہ
سے ہے نہ نہ مست۔ چنانچہ فقہی مذاہب میں مست ہے۔

تحقیق مسئلہ کی راہ سے وجاہہ مخدات اور غراب جامع جیف و جبہ دونوں برابر ہیں یہ امر
جدا ہے کہ رواج و جاجہ کے تناول کا بلا تکلف ہو اور غراب بوجہ عدم تمیز قسم حلال از غیر حلال
یا بوجہ منسرت ترک کیا جاوے۔ ہذا ما القی فی البال و اللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

العبد المذنب الاداد محمد لطف اللہ عفی عنہ



فی الواقع جو کوادانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے امام صاحب کے نزدیک بلا کراہت
حلال ہے اور صاحبین کے نزدیک مکروہ اور عتق کا یہی حال ہے جس کو ہندی میں مسوکہ کہتے
ہیں عام اس سے کہ یہی کوادانہ یا شے آخر۔

عنایہ میں ہے: وَنَوْعٌ يَخْلُطُ بِأَكْلِ الْحَبِّ صَرَّةً وَالْجَيْفِ صَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ خَيْرٌ
مَكْرُوهٌ حِينَئِذٍ بِمِثْقَلِ رَوْحٍ وَكَرُوهٌ حِينَئِذٍ بِرُوحٍ يَوْسَفَ۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

وَقَدْ صَاحِبًا يَكْرَهُ۔

السراج المنیر میں ہے:

وَالْعَدَبُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَصَبَّ بُوْكُلُ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ۔

جامع الرموز میں ہے:

وَلَا يَحِلُّ صَبُّ كَبَرٍ فِي خُذْرَانَةٍ وَغَيْرِهَا۔

عینی میں ہے:

والاول اصم ۱۲

عالمگیری میں ہے:

عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ لا بأس بالخبیر وهو الخبیر علی قیاس الدجاجة کذا فی المبسوط ۱۲

نور المتقین میں ہے:

یؤکل علی الا صم ۱۲

برایہ میں ہے:

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا بَأْسَ بِكُلِّ الدَّجَاجَةِ

لِأَنَّهُ يَخْلُطُ الْخَبِيرَ فَاسْتَبَدَّ الدَّجَاجَةُ وَ

عَنْ أَبِي يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ يَكْرَهُ

لِأَنَّ غَالِبَ أَصْلِهِ الْخَبِيرُ

۱۲۰۶

زین العابدین میں ہے:

والاول اصم

عنائیہ میں ہے:

وَمِنْ بَيْنِهِ كَالدَّجَاجَةِ وَاصْطَقَ فَلَا

بَأْسَ بِكُلِّ دَجَاجَةٍ حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

وَمِنْ الْأَصْلَانِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ

عَلَيْهِ وَسَمَرٌ كَكُلِّ الدَّجَاجَةِ

کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا عفتی کے کھانے میں

کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھا

لیتا ہے لہذا مرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابو یوسف رحمہ

سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا

مردار ہے۔

کہ یہاں توں زیادہ صحیح ہے۔

کہ جو کچھ مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے وہ مرغی کی طرح

ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک عفتی کے کھانے

میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے تادمۃ

مرد اور دائرہ دونوں کھاتی ہے۔

وہی مہا مغلط ۱۲

ہذا علم الکتاب و لشد سچمانہ الم بالحواب۔

محمد منور علی عفی عنہ مدرس حدیث مدرسہ ریا

الجواب صواب

و مستغلا احمد امین عفی عنہ مدرس موم ریا

الجواب صحیح

محمد منور علی عفی عنہ

حنفیہ کے نزدیک بغیر کسی حفا کے جو بے حیوت

کیونکہ یہ ان کی کتاب فقیر کے موافق ہے ورنہ

مگر ذرا دبا یہ میں سے ہے۔ کیونکہ مرنے کے بارے

میں تو ہم ہونے کے قول کے بقا ہے ورنہ پٹے

شہوانی کی کتاب میں کتب کے بارے میں ان کا قول

تھوڑا دین ہے۔ ورنہ بارے میں ان کا قول

میں شمس کی ہوشموت غسانہ کے بارے میں کتاب

وہ حدیث نبویہ سے مخالف ہے ورنہ ان کے

موت دے دینا بیت دے دینا ہونے کے بارے میں

سے روکتے ہوئے ہونے کے بارے میں

سے ہے۔

صَحَّ الْجَوَابُ عِنْدَ الْحَنِيفَةِ بِالْأَخْفِيَّةِ

لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِكُتُبِهِ الْفَقَرِيَّةِ وَ

مُسْتَدْرَكٌ مِنْ فِرَقَتِهِ أَوْ كَيْفَ بَيَّنَّ

يَأْخُذُ قَوْلَ ابْنِ حَنِيفَةَ فِي الْمَذْهَبِ جَزْءًا

وَيُفَرِّقُ فِي الْأَخْطَابِ بِإِتِّفَاعٍ نَفْسِيٍّ

أَلَمْ يَكُنْ مُوَافِقًا وَكَفَرِي فِي ذَلِكَ قَوْلَ

أَبِي يُونُسَ أَلَمْ يَكُنْ مُوَافِقًا وَكَفَرِي فِي ذَلِكَ

كِتَابُ ابْنِ حَنِيفَةَ وَكَفَرِي فِي ذَلِكَ قَوْلَ

يُونُسَ أَلَمْ يَكُنْ مُوَافِقًا وَكَفَرِي فِي ذَلِكَ

كِبَرُ الْخَرِيفَةِ عَنْ الْمَذْهَبِ الْمُسْتَدْرَكِ

رَبِّ صَحَّ الْجَوَابُ عِنْدَ ابْنِ حَنِيفَةَ

فقیر محمد حسن

عبدہ مذنب محمد روشن مدین محمد پوری

وَأَكَلْتُ هَذَا الْغُرَابَ الْمُنْتَازِعَ
فِيهِمْ أَسَازِي الْمَعْظَمَةِ السَّيِّدَةِ الْمُرُورِي

محمد عطر شاہ صاحب الساکن فی البلدة
الذخیر پور وہی قریب من السرح حد علاقہ

الْجَوَابُ حَيْثُ لَا شَكَّ فِي حَمَّتِهِ
إِلَّا بِضَلَالَيْنِ الضَّالِّينِ الْمُتَّبِعِينَ
يَسْأَلُونَ الَّذِينَ يَجْلِبُونَ إِلَيْهِ

بِالَّذِينَ يَبْلِسُونَ لِمَنْ فِي جُلُودِ
الْحَنَانِ مِنَ الَّذِينَ أَسَدْتَنِيهِمْ
أَكَلُوا مِنْ أَسْكَرٍ وَقُلُوبُهُمْ قُورِبُ

الَّذِي بِبِ يَخُورُ أَمَّا تَعَالَى
فِي شَأْنِ نَبِيِّهِ ابْنِي يَخْذَرُونَ كَمَا عَمِيَ
يَخْذَرُونَ أَوْ يَكُ الْكَافِرِينَ يَأْ

خَذَرُونَ يَخُورُونَ أَمَّا مِمَّنْ أَمَّا مِمَّنْ
أَبْنِي حَنِيفٌ قَدْ أَذَى كَمَا نَ

مَوَاقِفَ لَقَوْا لِهَرٍ وَبِئْسَ كَوْنُهُ
ذَلِكَ مَنْ خَذِرَ يَسْأَلُهُ فِي الْحَقِيقَةِ

يَسْأَلُ الْمُتَقَاتِلِينَ وَلَا خَيْرَ مُتَقَاتِلِينَ
بَيْنَ مَدِينَتَيْنِ بَيْنَ ذِيكَ كَارِي

میں نے سر متنازع فیہ کوٹے کو اپنے استاد معظم
السید المولوی محمد عطر شاہ (ساکن قلعہ پور) کے ساتھ
مل کر کھایا ہے۔

العبد محمد اعظم الدین عثمانی عنہ

جو اب صحیح ہے اس کے صحیح ہونے میں کسی کو
کوئی شبہ نہیں ہے سوائے ان دنوں کے جو خود
کراہ دو سو دن کو دہا کر کے دسے ورنہ ہمیش

کے تابن ہیں۔ جو دین کے بدے دنیا نسل کرتے
میں لوگوں کو دیکھتے کے یہ ہونے کی کھس
پیشہ ہونے میں اس کی نرمی کی وجہ سے ان کی

زبان میں شکر سے زیادہ ہوتی ہیں ان کے کلمے ہونے
کے دن میں۔ مگر ان کے بارے میں وقت
ہیں کہ یہ یہ میرے سب سے میں دھوکہ میں پرست

تو نے ہیں یا خیر پرست کر تے ہیں دیں وہ ہیں
جس سے ہر روز ہر روز ہر روز ہر روز ان کے
توں کے موافق ہوتا ہے تو کے ایسے ہیں اور جب

ان دنوں میں کے دن میں ہوتا ہے تو ہر روز ہوتا
ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے غیر متقدم ہونے
ان دنوں کے درمیان میں ہر روز ہوں نہ ہوں ان کی

هُوَ كَلَاءٌ وَلَا إِلَىٰ هُوَ لَا عِوَمَنْ
يُضِلُّهُ اللَّهُ فَكُنْ تَجِدَ لَهُ
سَبِيلًا -
ہم زبان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو
سب کے دریا راست پر لانے کے لیے
بیکز کوئی راستہ نہ پائے گا۔

العبد بدر الدین

ذکر لکھنؤ محمد کبر علی خان
مولوی جعفر علی خان مدرس حدیث و سیرت
محمد جعفر علی ولد

تہو الموفق للفتاویٰ

صاحب درختار و فتح القدر تشریح فرماتے ہیں کہ جو کوا خطا کرے اکل حنیف و حبیب میں وہ متفق ہے
بنام علی بن ابی طالب اس کو سے کو متفق میں داخل کر کے علی صحت میں کہہ سکتے ہیں۔ تفسیر اس کے کہ
متفق کا مسدق بنایا جائے تب، بھی ملت مفہوم ہوتی ہے کیونکہ غراب کے تمام میں سے
کئی قسم میں فرومند رہے ہوگا، اور انداز اس کا ہوا ہے قسم نوع مختلف ہیں اور میں نہیں ہو سکتا کہ
ہو الظاہر والحقائق ہو غراب بجمہ بین اکل حنیف و حبیب و الا حتم مصلحت متفق
درختار۔ و اعلم ان الغراب ثلاثة انواع نوع ياكل الحنيفة لحسب فانه لا ياكل
ونوع ياكل الحب فانه ياكل ونوع يخلط بينهما وهو ايضا ياكل حنيفة و لا ياكل
وهو الحق و عن ابی یوسف انه يكره ان ياكل الغراب الحنيفة و لا ياكل الحنيفة من
الذكاة و الفتوة حاسب كذا في صورة الحنيفة حنيفة الذبابة
اور علم درختار کہ اس کا اور جو ترست، کے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اس کا گوشت میسر
درجہ کرم و مشک، ہے جو منہ بہ پیچھے کے کو در روئی الغر اور دیر ایشم ہے کہ وہ
مصر فی کتبہ اسب بنتہ اس کو سبب کا پیشہ سے زخم و رشک کرنا متفق ہو جائے گا
تو بد شکاب ٹیوروی منب میں داخل کر کے حسم کہا جائے گا ورنہ نہیں۔

دستخط و مہتمم معز القہ خان مدرس ششم مدرسہ ریاست

[انجمن تہذیبیہ]

نقل خط جناب فخر المحدثین زبدۃ المتکلمین مولانا مولوی محمد حسن صاحب مکتبہ العالی
مدرسہ اہل قول مدرسہ اسلامیہ عالیہ دیوبند عمر بابا المشرقی و الباقی اہل انساب

کوہ ہندو السلام علیکم آپ کا استفتاء جو کوئے کی عظمت و حرمت کی بابت تھا مجھ کو ملانور
لکھنا آپ کے تین کا رد جواب لکھنا ہے جواب بھی یکے بعد دیگرے پہنچے۔

آپ کا جواب معلوم ہو گا کہ بندہ فتوے فراموشی کا شائق نہ اس کا کہہ سکے۔ لائق میں امید کرتا ہوں کہ
آپ تلاش بھی فرما دیں گے تو غالباً آپ کو بندہ کا لکھا ہوا فتوے ملنا بہت ہی دشوار ہو گا البتہ دیگر
مدرسہ کی تحریرات پر جو میری رائے میں صحیح ہوتی ہیں اکثر سواد کے لیے نام لکھ دینے کی نوبت آتی
رہتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اہل علم و دیانت جو اس منصب کے ہر طرح سے
لائق ہیں ان کے متعدد فتوے اس مسئلہ میں جو دیگر مشہور علماء کوئی غرض نہیں، کوئی اس میں
پہچیدگی نہیں اس پر بھی مولویوں نے ان کی تردید میں اپنا کمال علم و دیانت استعمال کیا ہے میں کوئی وجہ
باتی نہیں رکھتا و غرض تقریر فتوے استقامت رسائی انجمن ہندو محل سے کر ڈالے بن جملہ امور کو
لانڈ مارچ کیا ہے کہ اس بار میں نے رسائی کرنا منظور ہے سو چند نہیں جب یہ مسئلہ ایک
سیدھا اور سب سے مسئلہ ہے جس سے حقانی کرام کو تہذیب کے اور یہ حق نظام پر چکے تو میرے
یا کسی دوسرے کے لکھنے سے کون سی جمہوری کی توقع ہو سکتی ہے جب بعض مناسبات پہنچے

انکار پر ایسے پختہ ہیں کہ نہ کتب کو دیکھیں نہ اکابر کی شنیں تو اب ان سے کسی مرئی توقع رکھنا بالکل
خیال غلام ہے آپ کو معلوم ہو گا کہ دونوں دوسری ملازمین مرئی حرام ہو جاتی ہے۔ کھنت کو تے کی توحیت
کیا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ کسی جانب میں کسی غرض ذاتی کا تقاضا نہ ہو کہ خواہ غلام اس پر زور دے
نہ کسی متعنت دنیوی کی امید نہ کسی خوشامد دانی نہ شہت و نیک نامی کی توقع دامن گیر نہ ہو مانہ جو تباہی سے
قبول کرتے کا خیال ادھر تن پسند اور طالبِ نواب حشرات کے لیے اس سے زائد کوئی کیا کھے
گا جو اہل حق شکر اللہ سب سے سزاوارتہ یہ کہ آج کل کے بہت سے اہل علم کی یہ شان کہ
جس عبارت و نسخ سے واضح کا جو ارادہ فرماتے ہیں وہی مطلب اس کا سمجھ لیتے ہیں گویا معنی ان
ان کے ارادہ اور غبار کے تابع ہیں ان کا علم تابع ان غرض معانی نہیں بلکہ یوں کہتے کہ عبارت کے
کوئی معنی معین ہی نہیں جیسے پیاسہ معین کر لے تمام
اہل عقل و فہم اس پر متفق تھے کہ علم تابع معلوم ہوتا ہے مگر آج کل کے اقوال و تقریرات سے اس
کا عکس ظاہر ہوتا ہے وہ معلوم ہوتا ہے کہ معلوم بھی ایسا وقتاً علیہ کتابت بن جاتا ہے مگر وہ
افتاد کے لیے جو ضروری نہیں وہ تو پہلے ہی سے اٹھتی چلی جاتی تھیں مگر اب تو یہاں تک دور
ہو گیا کہ دربارہ تحقیق مسائل شرعیہ معمولی علم اور نام کی طالب علم کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ جو حقیقت
کے قول کی تردید ہے کسی حبیب بشر شاہ عریض وکیل سے پیاسہ کھوا لیجئے۔ پھر مانیں تو میں اس
توفیق بے تمیزی میں اپنی جہان نامی بان کو پناہ کروں اپنی تضحیت اوقات کرنے کو پسند کر
سکتا ہے۔

حَاكُمُوهُمْ بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ
اِذَا رَأَيْتُم مِّنْ عَمَلٍ وَّهْوً
مِّنْ دُونِ مَا نَزَّلْنَا
مِّنْ لَّيْسَ لَكُم بِهِ شَيْءٌ
وَلَا يَكُن لَّكُم فِيهِ حِسَابٌ
اِذَا رَأَيْتُم مِّنْ عَمَلٍ وَّهْوً
مِّنْ دُونِ مَا نَزَّلْنَا
مِّنْ لَّيْسَ لَكُم بِهِ شَيْءٌ
وَلَا يَكُن لَّكُم فِيهِ حِسَابٌ

رَأَى بِرَأْيِهِ فَعَبَّكَ رِخَ حَكَمَةً
ہر ذی رائے کہ اپنی رائے کو پسند کرنا تو پھر ایسے
نفسیات ادا کیا قال۔ وقت میں تجھ پر صرف اپنی نگہبانی کرنا لازم ہے۔

تجھ کو ایسا ہے کہ آپ مجھ کو معذور سمجھ کر میری عرض کو قبول فرماویں گے آپ خود کتب مروجہ فقہیہ
کو باطلہ فرمائیے اور ہائین کے اشتہارات وقتوں کی بھی بہ نظر انصاف دیکھئے میں یقین کرتا ہوں آپ
خود متعجب ہوں گے کہ اس مسئلہ بدیہی میں نزاع کی کیا بات ہے جو مدعیان فتنہ و کفر کی ترویج
میں بیسیسہ بیسیسہ ہو رہے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کچھ کو مل کر بیسیسہ بتایا جاتا ہے وہ حیلہ جو
جہاں پہنچے تیاریاں مختلفہ کی وجہ سے ایک سیاحی بات کو لوگوں میں لار کر اپنے عقوئم کی ترویج
کر رہے ہیں اور اگر آپ بد مذہبوں کی مرہم متخاضی و رسم ہیں کہ آپ کے سوال کے جواب
میں کچھ نہیں سمجھتا اور ہی عرض کروں تو غیر اصل صاحب و بقدر حاجت مدخل کر دینے میں مجھ کو بھی
خیر نہیں باقی نزاع پسند حضرات جو خواب نمونہ دھڑلہ کی باتوں میں کھینچ پھرتے ہیں کہ اپنے غرض
کو وجہ سے اصل مقصود کو رونا ورتی کو چھپانا چاہتے ہیں اس کی تفصیل سے معافی چاہتا ہوں ان
مرد کے جوابات تفصیلی کہ کسی کو دیکھنا منظور ہو تو اس قسم کی تحریرات بھی مستعد آپ کو ملیں گی
مگر وہ مسئلہ فرمایا لیجئے۔

جناب میں اعلیٰ بات قابل گذشتہ تو ہے نہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کون سے کون سے
معتقد ہیں اور ان کے حکم میں باہم اختلاف ہے کہ اختلاف حکم کا معنی یعنی حلت و حرمت
کے فرق کا باعث صرف اختلاف مذاہب یعنی خواب کی بعض قسموں اور بعض غیر معلوم
معتقدات ہیں اس فرق کا باعث نہ اختلاف لوگوں ہے نہ اختلاف اشخاص نہ اختلاف عورت
نہ اختلاف اختلاف مذاہب کا باعث ہے کیونکہ مذاہب پر اس مسئلہ میں حکم حلت و
حرمت متفرق ہے کسی غناس لون یا شکل یا آلہ کو حلت یا حرمت میں ملا دن نہیں اور جو

وَأَنَّ كَانَتِ الْخُرَابُ بِحَيْثُ بَنِي قَبْلَهُمْ وَأَنَّ كَانَتِ الْخُرَابُ بِحَيْثُ
سُورِي عَنْ أَبِي بَرْزَاءَ أَنَّ كَانَتِ الْخُرَابُ بِحَيْثُ سُورِي عَنْ أَبِي بَرْزَاءَ
كَانَتِ الْخُرَابُ بِحَيْثُ سُورِي -

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جرنل آزاد نے دو مردوں چیزیں لکھا، جسے اس کو صاحب
یوسف کر دیا اور امام ابو حنیفہ و حمال فرماتے ہیں کہ یہ صاحب بن عبد اللہ بن مسعود
ہے اور جو کہ اوہ دونوں چیزیں لکھا ہے اس کا اور منہ نہیں لایا کہ اسے۔ حالیکہ یہ اس کتاب میں تھا
سے جو سہ ماہہ کے بارہ میں نقل کیا ہے اس میں یہ تمام حدیثیں نقل فرماتے ہیں۔ لیکن
الْأَصْلُ جِدَّةُ نَزْعًا بِضَاءٍ كَاللَّجَجِ بِرَجَائِسٍ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ شَيْءٌ مِّنْهُ وَكَوْنُهُ كَوْنُهُ

صَحِيحٌ لِّفَانِ لَدَا لَزَامٌ وَقَدْ يَكُونُ
 مُحَمَّدٌ الْمُنْقَارُ وَالتَّجْلِيْنِ
 قَالَ الْقَهْطَانِي وَأُرِيدُ بِهِ عَرَابُ
 لَمْ يَأْخُذْ إِلَّا الْحَبَّ سَوَاءٌ كَانَ أَبَقَ أَوْ
 اسودَّ أَوْ زَانِجًا وَكَانَ فِي الذَّخِيرَةِ الْقَهْطَانِي
 کو تائب جسے زانغ بھی کہا جاتا ہے اور کبھی یہ مراد
 چوڑے ویرے یا پاؤں والا بھی ہوتا ہے قہستانی
 نے فرمایا اس سے وہ کو امراد ہے جو حرف دانہ
 کو تائب خواہ وہ پتلا ہو یا کالا ہو یا زانغ ہو یا سیاہ
 تفہیم ذنیہ ہیں۔

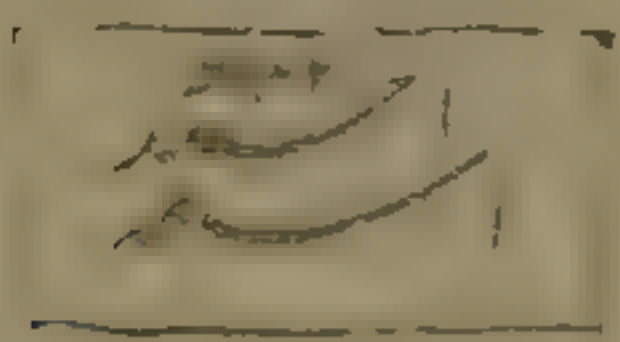
اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر قسم اقسام مذکورہ اسود و البقع سب میں پانی جاتی
 ہیں اور ہر حلت و حرمت ہر ایک نوع میں غدا پر ہے اور ان واسطے کہ اس حلت و حرمت میں
 کوئی دخل نہیں بلکہ ہر لون اور ہر ایک شکل کے تسمیوں بوجہ مختلفہ اندر حاصل حرام مختلف فیہ
 تسمیوں سے ہیں۔ جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہو چکیں کہ ہر حلت و حرمت اس
 مسئلہ میں نہ غدا پر ہے کسی خاص شکل یا لون یا صوت کو حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں
 اور نہ غدا پر نہ لے اور دونوں میں امتلا ط کرنے والے اسود و البقع ہر ایک نوع
 میں پائے جاتے ہیں۔ کسی نوع کے ساتھ مخصوص نہیں تو اب یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ اگر جو
 ہمارے دیار میں موجود ہے چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے اس لیے ہر دو نام ابو حنیفہ کے
 مذہب میں بدل کر بہت بدل ہے۔ درمیانے انصاف اب ہم کو اس مسئلہ کی بھی حاجت نہ رہی کہ
 بوجہ اختلافِ لوان و اشکال و اصوات جو کدوں کے چند نام و اقسام عرف میں مشہور ہیں ان قسم
 میں سے کسی خاص قسم میں اس کا دخل ہونا بتائیں اور اس کا کوئی نام خاص نہیں کریں بلکہ ہم عام بات
 دیتے ہیں کہ جس کا حق چاہے اس کو سے موجودہ کو البقع میں داخل کر لیں جس کا حق چاہے اسود
 کہہ لے۔ علیٰ ہذا القیاس جو چاہے معتق کہے و جس کا دل چاہے معتق ہونے کا انکار کر دے
 بلکہ جس کا دل چاہے آنکھیں بند کر کے یہ کہنے کو تیار ہو جائے کہ معتق نہ ہے سے کو سے کی

قسم و نوح ہی تھیں کوئی دوسرا بلا ٹرے پتا پنہ یہ تم ہم اقوال مدعیان فضل و کمال کے فتاویٰ و
 مشتعات میں پاسے جاتے ہیں گویا محمد اللہ ان فضولیات سے ہماری ضرورت میں کوئی
 منظم پیدا نہیں کرتا کمالہ کمالہ علی البلیب بجز اس بات کے کہ اس قسم کے زوال امور کو پیش کرنے
 سے قیال کا خلاف و فہم کا دوزخ ہو جس سے ہم کو کچھ سہ نہیں اگر جان فقیروں کی خاطر سے یہ بات
 تسلیم کر لیوں کہ محقق نور علی غریب ہی سے خارج ہے اس صفت ہدیہ کے تحت و لکھنؤ کے
 دہلی میں تسمیہ کر لیں جو مستحقان خوش فہم نے یہ لکھ لیا کہ میں نے جو کچھ محقق میں و غرض نہیں یہ بتاؤ
 کہ اہل حق سے توبہ میں کے کہ میں نے کثیرین متبیین کی یہ طرف سے تغیر کرنی پڑے گی کوئی
 منع نہ ہو گا جو یہی مدد منات کو فرمائیے کیا کوئی نہ چاہے ہمارے حق سے سب ارشادات فقہان سے
 کہ جو کچھ کرتے ہیں انہوں نے اس کو محقق کیسے یا اہل حق یا کچھ ورنہ علماء و محققان سے ورنہ کتنے
 کو اجازت قسم نہ کر رہیں یا یہ جانتے ہیں کہ کسی شخص خاص کے تعلق کی ضرورت نہ ہو
 صورت یہ تھا کہ کوئی لون و عیدہ دار حاکم و حرمت پر ہم کو من شریعت نہ ہو نہ لکھ لیا کہ
 جہاں آپ حضور سائل و غور فرمائیں گے تو انشاء اللہ ان نزاعات دور نہ کر کے ایسا نہیں
 کے جیسا چند ناہنما باہمی پر باقی ہے کہ وہ اختلاف بیانات اسے نہ ہو جو ہو گئے تھے
 ورنہ ایک جموں و سہ نے کر سب کو سب بھی کر موقوف بنادیا تھا یہ نہ جانتے کہ امین
 پر و زب سے جو روایات فقہیہ متبرو میں خود خود کے نزاعات پیدا کر کے ابھی منست کی
 مزیدانی سائل کرنا چاہتے ہیں ورنہ من صاحب بوقت ضرورت تو کلی فتنہ کو یک انت ہوتے
 من قیام کو کر حدیث کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور ان خطا فو اسق جو دربارہ غیب و عیدہ احادیث
 نہیں تھے القہر علیہ وسلم میں ورنہ سب سے تا میہ اپنی رائے کی بیان کرتے ہیں مگر قلع نظر
 اس سے کہ یہ من متبیین اللہ کے سک کے بالکل خلاف ہے اور اس طرز کو چاہے یہ

[illegible]

نہیں فراتے بالبلد انتہای بین الہا خیر و اکرامتہ ہے نہ فی الملح والحرمتہ ولقد سبحانہ تعالیٰ
اعلم و اعلم و اعلم و اعلم۔

ترجمہ علامہ علیہ السلام تقریر میں احمد حسن عثمانی



نہ سے چناب و انار اسل اسلکین تمام اسرار الہیہ میں موزوں کی تحفہ اسلکین اسلکین

مدرس اول مدرسہ نظامیہ العلوم سہارن پور

الجواب

یہ ہیں کہ آہ ہندوستان کی بستیوں میں پائے جاتا ہے مذہب حنفیہ کے موافق جس میں نہ کہ کوئی
یک آوازہ جائز ہیں برائے خصوصاً بالتحریک ورن کی حرمت کی علت بیان کیا ہوئی ہے کہ ایک وہ ہیں
جن کی حرمت معلل اجلت ہے اور قاعدہ مجید کے تحت میں ان کی حرمت داخل ہے۔ جن ہندوؤں
کی حرمت کو شارح نے معلل بعست فرمایا ہے یا علت ثبت تقرر دی ہے۔ بقول تعالیٰ و
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ الْفَاسِقِينَ

کہا فی حدیث نہی عن ذی زنب
عن استیع و ذی مخطب
من تطیر۔

علت ہندوؤں میں کاتب کی فطرت کی وجہ سے یہ مہر فطرت یعنی اسحق احمد حسن، شائع ہوئی ہے جس میں
ممدوح کے خود سے یہ مہر کے اٹھانے معلوم ہوئے تو ہر کوئی صحیح کر دیا گیا اس پر بھی اگر کسی کو شبہ ہو تو ہندو
مذہب میں ممدوح سے تصدیق کر کے پورے تین سو سے

درتصہ بین قتلہار سے واضح ہے کہ نہایت سے مراد وہ نہایت ہے جو حلقی اور ذاتی ہو نہ عارضی
 کیونکہ نہایت عارضی موجب حرمت نہیں ہوتا بلکہ نہایت عارضی کی وجہ سے کراہت اس وقت تک
 رہتی ہے جب تک وہ عارض باقی رہے و جب عارض زائل ہو جاتا ہے تو کراہت بھی جاتی
 رہتی ہے و کیونکہ نہایت لگاتار ہے بیٹھ بکری، مرغی، جلاہ، نجاست، خوار کی کراہت اسی وقت
 تک رہتی ہے جب تک نجاست کا اثر باقی ہو اور جب اثر نجاست زائل ہو جاتا ہے کراہت
 بھی زائل ہو جاتی ہے۔

کافی میں ہے:-

وَقَدْ رَفَعْتُ الْبُكُورَ خِلْفَةً كَمَا فِي الْحَشْرَةِ
 وَرَفَعَهُ وَقَدْ يَكُونُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَزَالَةِ
 نہایت عارضی چوں کہ زوال پذیر نہیں لہذا اس کی حرمت بھی زوال پذیر نہیں۔ اگر کسی کو بتا
 تے دے اور زلال مذہب کا گوشت کھلا کر پرورش کیا جائے تو ایہ حرم ہی رہے گا تو س قلت
 کی وجہ سے تمام بانوران مردار خوار اور تمام حشرات الارض اور تمام ہوام ذوات السم اور تمام غیر ذی
 دم و رتہ و جانوران بحری سوائے سمک حرم ہوئے اور دوسری علت کی وجہ سے تمام سباع و طیور
 حرم ہوئے بلکہ اگر تہہ پر کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ کوئی دوسری علت نہیں ہے بلکہ اصل علت
 نہایت ہے۔

یہ کوئی جوہر و نہایت میں پایا جاتا ہے چوں کہ نہ منفوس بالتحریک ہے نہ صرف مردار خوار ہے نہ
 حشرات میں ہے نہ ذوات السم میں ہے نہ غیر ذی دم ہے نہ حیوانات بحری سے ہے نہ
 سباع میں ہے بلکہ نہ مردار و نہ نوحہ کا تائب لہذا حلال ہو جیسے دبا جہ کہ دانہ و نجاست
 کھائی ہے نہ سمک ہے نہ سمک جناب شامع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ائمہ و مجاہدین و علماء

فراموشی کو بتا دیا کہ یہ نجف جو حیفہ خوار کی اور دانا خوری سے پایا جاتا ہے ستو جیب حرمت کو
میں ہے بنا و علیہ ہمارے وفادار رحمۃ اللہ علیہم نے تمام ان جانوروں کو جو نہ منہ میں نہ خور میں
ورنہ منہ میں سے کسی ملت کے نیچے داخل ہیں مکہ سے نو ب کو بوم در بھی کہتا ہے
اور نہ بھی کہتا ہے بالتقریب سے بدل فرمایا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

وَلَا يَحِلُّ الْأَبْقَى الَّذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَ
كَذَلِكَ أَخْفَقَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ
يَأْكُلُ الْحَتَّاقَ لِأَنَّهُ يَخْلُطُ فَاشْبَهَ
الَّذِي جَاءَهُ مِنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ
يَكْرَهُ لِأَنَّهُ خَالِبٌ كَحَيْدِ
الْجَيْفِ
کہ بقہ کو آجیکہ مودر کھانا نہ کھایا جائے وراستہ
ہی خلاف (بھی نہ کھایا جائے) امام ابو حنیفہ نے
فرمایا کہ حقیق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ
مودر اور دانا دونوں کو کھانا لگتا ہے شہاب
اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ کہتا ہے
کیونکہ اس کی کھانا غذا مردار ہے۔

اتر نے ابی حنیفہ کی حرمت کی طرف اشارہ کیا ہے الجیف بزرگ شہاب فرمایا کہ
اس میں حرمت کی وجہ وہ حرمت ہے جو حیفہ خوار سے پیدا ہوا ہے اس پر یہ شبہ ہوتا ہے
جس میں حیفہ خوار پائی جائے وہ حرام ہو تو حقیق میں بھی حیفہ خوار میں حقیق ہے وہ بھی حرام
ہو اس لیے لا باس بالکل الحقیق اس کے بعد کہ فرقہ فرقہ کی طرف اشارہ کیا کہ حقیق وہ
خلاف کی حیفہ خوار کی ہو ستو جیب حرمت ہے وہ اور ہے حقیق کی حیفہ خوار کی جو ستو جیب
حرمت نہیں وہ نہ ہے شہاب رحمہ اللہ نے اپنی دلیل کے بیان میں اس فرقہ کی تصریح فرمائی
اور کائنات میں ہر فرقہ کی حیفہ خوار پر کہ وہ نہ کہتا ہے نجف کو نجف
کی حرمت نہیں پہنچتی اور ابی حنیفہ کی حیفہ خوار میں ہے نہ وہ ستو جیب

ترست ہوئی وراس کے ثبوت میں وہاں کو پیش کیا جس کی تملت اشتی تھی گویا ثابت ہو گیا کہ جو
ہاں جو یہ جینہ کن کے میں خلا کرے وہ شہر ماحول ہے۔ پتا چھ شہر ہدایہ وریہ فقہ
نے اس کا تفسیر فرمائی۔

یعنی ماحول میں ہے۔

قَالَ الْقُدُورِيُّ فِي تَرْجُمِهِ مُخْتَصَرٌ
الْمَكْرُحِي قَالَ أَبُو يُوسُفَ سَأَلْتُ
أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَا
بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ
الْبَيْتَ فَقَالَ لَا، يَخْلُقُ بَشَرِي
آخِرَ فَحَصَلَ فِي قَوْلِ
أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ مَا
يَخْلُقُ لَا يَكُونُ
أَكْلًا۔

قدوری نے فقہ کنونی کی شرح میں بیان کیا ہے
کہ امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ میں نے امام ابو
حنیفہ سے عقیدت کے کلمات کے بارے میں سوال
کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ وہ
گندہ کھاتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے
ساتھ دوسری پاک، شیا، بھوکا کھاتا ہے کوئی
حرج نہیں۔ پس امام ابو حنیفہ کے قول سے ثابت
ہو کہ جو کوئی دونوں چیزیں کھائے اس کا کھانا مکروہ
نہیں ہے۔

یہ مدعی کی عبارت سے واضح ہے کہ جو جینہ خوار ہوا اور خلع کرتا ہو۔

اور جینہ اور دانہ دونوں کھاتا ہو جس سے جینہ و جہرہ در حقیقت وریہ دینی کو ابھی خلا
نہیں ہے تو یہ بھی صحیح ہو یاں صرف امام ابو یوسف نے عقیدت کے بارے میں یہ نص یہ مدعی
فرمایا اور دین الیہ استہد کانت بکلمہ البیت اور وہ سے وہاں کو جس کا
جسب الیہ استہ نہ ہو کہ وہ نہیں فرمایا تو اس سے ثابت ہو کہ امام ابو یوسف کے نزدیک
ترست میں یہ جینہ خوار ہوا ہو شہر ہے جو ناب ہو اگرچہ اس بارے میں راجح اور غیر قول امام

سب کیونکہ اسی کو فقہاء نے اصح اور صحیح فرمایا ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ غیر منطبق ہے اور
 مہجور سب تاہم یہ کہ اور کسی جیسے بقول امام شافعیؒ حلال ہو اسی طرح امام ابو یوسفؒ کے قول پر
 بھی حلال ہو کیونکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ جیسے خواری موثر فی الحرمہ سب جو غالب ہو چکا ہے
 ان کی تعلیل سے جو معتقد کی کراہت میں فرمائی ہے عیاں ہے اور مشاہدہ شاہد ہے کہ اس دلیلی قوت
 کی غالب غذا جیسے نہیں ہے بلکہ غالب غذا محبوب ہیں۔ کھیتی کے زمانہ میں جماعت جماعت
 کھیتوں میں رہتے ہیں اور اناج کھاتے ہیں اور سب کھیتی کا زمانہ نہیں ہوتا انہوں نے کھیتوں میں پھرتے
 ہیں و گروں میں سے غلہ اور روٹی کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گوبریں سے بھی دانہ ہی چھین کر کھاتے ہیں
 اور جیسے بہت ہی کم کھاتے ہیں بلکہ مٹی بہ نسبت کھیت کے زیادہ نجاست کھاتی ہے نیز دیہی
 کو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی گروہ نہ ہوا اور مختلف فیہ صرف معتقد ہی رہا۔ مگر اس دلیلی قوت
 کو معتقد تسلیم کیا جاوے جیسا کہ اکثر فقہاء نے تصدیق فرمائی اور اطلاق انہوں نے اس سے کریم عرف میں
 معتقد بدان مہو کیا ہے۔

بحر الواقع میں ہے:

آفَا الْغَرَابُ لَا يَقُومُ فَلَا تَبِ كُلِّ جَيْفٍ	کہ غراب البقع چونکہ مہر کھاتا ہے ہندوہ درندہ پرندہ
فَصَارَ كِبَاءً الْخَيْرِ وَالْغَرَابُ تَدَانَةٌ	کے کلم میں ہے اوکو سے تین قسمیں ہیں۔ اول جو فقہ
أَنُوءَ ۚ نَوْعٌ يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَحَسَبَ فَإِنَّهُ	مرد رکھتا ہے یہ نہیں کھاتا۔ دوم جو فقہ ورنہ
لَا يَأْكُلُ وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْخَبَبَ فَحَسَبَ	کھاتا ہے یہ کھاتا ہے۔ سوم جو مرد ورنہ
فَإِنَّهُ يَأْكُلُ وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَحَسَبَ	دونوں کھاتا ہے یہ بھی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
هُوَ أَيْضًا يَأْكُلُ جَنْدًا ۚ وَنَوْعٌ	کھاتا ہے۔ ورنہ کو معتقد کہتے ہیں کیونکہ یہ مٹی
الْحَقُّ لَئِنْ كَانَتْ لَدَجَّ جَرِ وَشَرُّ	کے مانند ہے۔ ورنہ امام ابو یوسفؒ سے مٹی ہے

ابن یوسف کہہ کر دیکھ گیا غیب

کہ میں کھانا کروہ ہے کیونکہ میں کو کھانا غذا مردار

۱ کھانا حقیقت والا دل

ہے اور امام ابو حنیفہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔

اس عبارت سے صاف ثابت ہے کہ جو کوہ اخطا کرتا ہے وہ عقیق ہے تو یہ دیکھ کر ابھی غافل

ہے تو یہ بھی عقیق ہوا۔

درخت میں ہے۔

وَالْحَقُّ هُوَ عَرَفْتُ يَحْمَهُ بَيْنَ أَكْلِ حَيْثُ وَحَبِّ وَأَخْتِ حَتَّى

ساری جہ ہے۔

قَالَ فِي الْحَذْبَةِ أَنَّ الْحَرَابَ رَابِعَةٌ وَأَسْوَدُهَا نَوْمٌ تَتَبَعَتْهُ نَوْمٌ

يَسْتَقَرُّ لِحَبِّ وَرَبِّ كُلِّ حَيْثُ وَنَاسٍ يَكْرَهُ وَنَوْمٌ لَا يَكُنْ رَابِعَةً وَنَوْمٌ

الَّذِي تَعَالَى الْمُصَنَّفُ الْأَوَّلُ وَنَوْمٌ يَكْرَهُ وَنَوْمٌ يَكْرَهُ وَنَوْمٌ يَكْرَهُ وَنَوْمٌ يَكْرَهُ

وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ شَيْئًا مِمَّا كَرِهَ عَلَيْهِ مَكْرُوهٌ عِنْدَ ابْنِ يَوْسُفَ وَالْأَخْبَرُ شَيْئًا مِمَّا كَرِهَ عَلَيْهِ

ن عبارت سے جیسایہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دیکھ کر ابھی عقیق ہے۔ اسی طرح یہ بھی تیسری

مثبت ہوتا ہے کہ عقیق خواب کی ایک نوع ہے جو ان اقسام مثلاً ثلثہ میں داخل ہے اور یہ بھی

ثابت ہوتا ہے کہ خواب ان اقسام مثلاً ثلثہ میں منحصر ہے۔ اس کی کوئی نوع اقسام مثلاً ثلثہ مذکورہ سے

خارج نہیں ہے۔ اور ان اقسام مثلاً ثلثہ میں سے جس نوع کی ترسنت ہے وہ صرف بوجہ حنیفہ خوری سے

رہیہ تو اس صورت میں کوئی نام عبارت سے مضموم ہوتا ہے کہ یہ دیکھ کر ابھی عقیق ہے فیما بین

اثنین مختلف فیہ ہے کہ یہاں بھی اگر امام ابو یوسف کی تعلیل کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے

صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقیق کی نوع میں وہ منفی مختلف فیہ ہے جس کا غالب اکل

مردار ہو اور جس منفی کا غالب کل مردار ہو گا وہ بالاتفاق حلال ہوگی اور یہ دیکھ کر ابھی

امتناف، متعلق ہیں سے غالب و دار نہیں کھاتا بلکہ غالب ناسخ کھاتا ہے۔ مذاہل کی علت مختلف
 فیہ نہ ہوگی بلکہ متفق علیہ ہوگی۔ یا بحدہ حلت و حرمت کا کسی کیسی علیہ و کسی رنگ پر نہیں ہے اس کا
 مدار صرف کھانا پر ہے خواہ اس کا نام متعلق ہو یا نہ ہو اس کا علیہ اور رنگ کسی طرح کا ہو کر اس کی
 غذا صرف وہ ہے تو با اتفاق حرام ہے اور اگر اس کی غذا صرف وہ ہے تو با اتفاق حلال ہے
 اور اگر وہ اور وہ دونوں غذا ہیں اور مدار غالب ہے تو مختلف فیہ ہے۔ بقول حق حاصل
 ہے اور بقول امام ثانی مخرج مکروہ ہے اور غالب غذا وہ ہے تو وہ بھی با اتفاق حلال ہے
 اور چلپی نے ماسیہ شرح و قیام میں تہمین سے غراب کی ربائی تقسیم نقل کی

اعلم من ان غراب اربعة انواع نوع بالکل الحبوب فہو یقال له غراب
 الذرۃ کما سیاقی فہو حلال اتفاق لانہ یس من سباء الطیر و ذی من
 البیض و نوع یا کل البیض فہو حرام اتفاق و نوع معدود من سباء
 الطیر فہو حرام اتفاق ایضا و نوع یجمع بین الحب البیض و فہو حلال عند الامام
 و ہوا لعل یقال نہ بانفارسیۃ حکم لانہ کا ندج جتہ و عن اثباتی انہ یکرم لان
 غالب کلا البیض والاول اعلم کذا فی التہیین و فیہ نوع تحت لفظ اللعن ید۔

قطع نظر اس سے کہ یہ تفسیر صحیح ہے یا غیر صحیح اور موافق جمہور ہے یا مخالف چنانچہ چلپی
 نے مخالفت عنایہ کوئی جہر کے اس کے عدم اعتبار کو نظام کر دیا اور متبع پر غفلت نہیں کر یہ ربائی
 تفسیر صرف عنایہ کے لئے ہی مخالفت نہیں بلکہ تمام کتب معتبرہ و شروح ہدیہ و شروح کفر و فساد کے
 مخالف ہے تاہم میں دیکھتا ہوں کہ ملت کو مثبت ہے کیونکہ نوع رابع جو غلابین کل
 الحب و البیض ہے اس کو متعلق نہ کر رہا ہے بلکہ اس کو حلال لکھا اور قیاسی قسم سے وہ غلاب
 کہ ملت حرمت یا کل تہیف ہے یا سبھیہ اور اس میں دونوں مستند ہیں و درختوں کو نہ ہونا

تو نہایت کہ یہ معاملہ ہے اور صرف مدد نہ کرنا نہیں ہے، در سبقت کا نہ ہونا بھی شائبہ سے
و متع ہے کیونکہ تیرہ کی سبقت دینا طلب و روزی حلفہ ہونے پر ہے اور اس کی قمار نے یہ قشہ سے
فرمانی ہے۔

در مختار میں ہے:

وَأَنَّهُ كَانَ لَفَتَاكَ مَنَاصِبٌ جَارِحٌ
قَائِلٌ تَدَاوُلٌ
درندہ ہر دو جانور ہے جو مادہ اپنے لوٹنے زخمی
کرنے و قتل کرنے والا ہو۔

در شان میں ہے:

وَمِنْ حَيَوَانٍ مَّنَاصِبٌ مِّنَ الْأَرْضِ كُنُفٌ
مِّنَ الْأَسْوَادِ جَارِحٌ قَائِلٌ تَدَاوُلٌ قَائِلٌ
درندہ وہ حیوان ہے جو ماضی زمین سے لوٹنے
اور تباہ سے اپنے زخمی اور قتل کرنے وال ہو قوت فی

تمام دنیا باقی ہے کہ یہ ویسی کڑا اور تلخ میں پنچہ سے شک نہیں کرتا اور نہ اس کے پنچہ
میں اتنی قوت ہے۔ چلایا کا پنچہ بھی گرتے جاتا ہے تو پر پٹ میں پکڑ کر لے جاتا ہے ہاں بعض اوقات
پنچہ سے پکڑ کر لے جاتا ہے جیسا کہ میں پنچہ میں پکڑ کر لے جاتا ہے اور سبقت کو مثبت مستلزم نہیں اور
نیز ہر ایک میں ہے:

فَتَنَ وَلِ سِبَاةٍ أُنْجِيَهُ وَابْرَاهِيمَ لَا قُلْ
مَنْ تَدَاوُلٌ قَائِلٌ تَدَاوُلٌ
یہ مثال ہر دو زندہ پرندوں اور چوپایوں کو نہ ہاں
پرندہ کو چوپایوں اور چوپایوں کو پرندوں۔

اس پر شیعہ ائمہ میں کیا ہے:

قَوْلُهُ لَا قُلْ تَدَاوُلٌ قَائِلٌ تَدَاوُلٌ
بِهِ فَتَنَ وَابْرَاهِيمَ لَا قُلْ تَدَاوُلٌ
كَذَلِكَ وَقَالَ لَوْلَا مَرَدُّ دِينِ بَنِي إِسْرَءِيلَ
وَمَا تَبَيَّنَ بِهَذَا قَوْلُهُمْ أَنَّ قَوْلَهُمْ لَا قُلْ تَدَاوُلٌ
مَعْنَاهُ لَا قُلْ تَدَاوُلٌ قَائِلٌ تَدَاوُلٌ
وَمَا تَبَيَّنَ بِهَذَا قَوْلُهُمْ أَنَّ قَوْلَهُمْ لَا قُلْ تَدَاوُلٌ
مَعْنَاهُ لَا قُلْ تَدَاوُلٌ قَائِلٌ تَدَاوُلٌ
سے فرمایا ہے کہ کچل اور چنوں سے مراد وہ کچل و
کچل ہے کہ چنوں میں اور کچل کے کچل میں فرق

مَا هُوَ سَاخٍ مِنْهَا بَانَ يَصْبُكُ بِهَا فَذُوْنَ
 مِنْ سَبَبٍ الرُّسْدُ وَالذُّبُّ وَالنَّمْرُ
 وَالْفَيْدُ وَاللَّعْلَبُ وَالضَّبُّ وَالْكُبُ
 وَالسِّنُّورُ الْبَرِيُّ وَالْأَهْلِيُّ
 وَذُو الْخَبِّ مِنَ السَّحَابِ الْقَصْرِ
 الْبَارِئُ وَالْحَقَابُ وَالسَّاهِبُ

پہنچے ہیں جوڑن جانوروں کے یہ بمنزلہ ہتھیار ہو
 کہ وہ ان سے شکار کرتے ہیں پس درندوں میں سے
 کچل والے شہ ، بھیر ، چیتا ، تیندو ، لومڑی ، بٹو
 کتا اور جھلی و پالتو کی انجید ہیں پرندوں میں سے
 بنجوں والے شکار ، باز ، عقاب و شہین وغیرہ
 ہیں ۔

اور تب اس کا پتہ سدرت میں ورنہ اس سے شکار کر سکتا ہے تو یہ کوئی نہ وہی غلب ہوا
 اور نہ سبب اس کی پوری داخل ہوا اس قول کے موافق بھی حرام نہ ہوا بلکہ متفق علیہ حلال ہوا کیونکہ
 امام ابو یوسف کا خلاف اس غلاب متفق میں ہے جو با غلب غالب عادت کے موافق
 ہے نہ اس میں کہ جس کی موافق مغلوب ہے ورنہ اس کی جوب میں تو تمام حالت
 سے بالاتر ثابت ہوا کہ یہ دیکھ کر احوال ہے اور اگر مختلف فیہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم سب
 قول راجح مفتی ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ حلال ہے اور بمقابلہ اس کے امام ابو یوسف
 کی روایت مرجوح ہے۔

باقی یہ بات کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو فاسق فرمایا اور حرم و احرم میں اس کے
 قتل کو مباح کیا۔

بخاری شریف میں مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ خَمْسَ مِنْ رَدِّ وَابٍ
 كَلْبُ مَن ذِي يَتَّقَنَ فِي حَرْبٍ مَرْبٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ پانچ جہان فاسق ہیں ان کو مر میں بھی
 قتل کر دیا جائے جس کی کو اس سے۔ الحدیث

یہ اس کی حرمت اکل کو مستلزم نہیں کیونکہ اس میں تو ایک لفظ فسق کا اطلاق فرمایا ہے اور
یہ لفظ چند معانی میں مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ فسق کے اصل معنی خروج کے ہیں۔ پھر پانچ
پر لکھے ہیں۔

فَسَقَتْ الرَّحْبَةُ عَنْ قَشْرِهَا ۝
خَدَجَتْ ۝

فَسَقَتْ الرَّحْبَةُ عَنْ قَشْرِهَا ۝
خَدَجَتْ ۝

اور خروج کا تحقق مختلف طور پر ہو سکتا ہے۔

نیل و نار میں ہے:

فَوُصِدَتْ بِذَلِكَ خَدَجَتْ عَنْ
حُكْمِ غَيْرِهَا فِي تَحْرِيرِ قَتْلِ
بِوَحْدٍ ۝ كَيْفَ يَكُونُ خَدَجٌ
بِإِيجَادِ ۝ وَ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝

ان پانچ باتوں کو اس فقہ کے ساتھ موصوف کیا
کیا ہے کہ یہ اس فقہ کے ساتھ موصوف کیا
کیا ہے کہ یہ اس فقہ کے ساتھ موصوف کیا
کیا ہے کہ یہ اس فقہ کے ساتھ موصوف کیا

اور اس کے ساتھ موصوف کیا

پھر اس کے ساتھ موصوف کیا
مست اس کے ساتھ موصوف کیا
نیل و نار میں ہے:

وَذَمَّ بَعْضُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ تَقْدِيرَ مَنْ رَحِمَ
خَيْرَ خَلْقٍ رَحِمَ فِي هَذِهِ الْكَلِمَةِ ۝ أَلَيْسَ خَدَجٌ
فِي مَعْنَى قَتْلِ كَوْنِ مَوْذِيَةٍ فَيَجُوزُ
مَنْ قَتَلَ مَوْذِيَةً فَهِيَ أَقْصَى مَذْهَبِ

جمہور سے بہت کم طرف سے ہیں کہ وہ پانچ باتوں میں
پانچ کے ساتھ موصوف ہیں مگر مستحق عاقق میں ان کا
مختلف ہے۔ مگر اس کے نزدیک مستحق عاقق
بہت انداز ان کے نزدیک ہر موصوف کا قتل حرام میں

وَابْتِغِ فِي رِجْلَيْهَا فِئَ كَفُوفٍ فَصِيلٍ

دستورالعمل

میرزا قاسم خان

شرق و جنوب شرق

— 22 —

تبرکات و فضائل حضرت علی (ع)

1890

1891

باب فی بیان

بازو چرخ در پیشانی تو - گنجینه است

— 1875 —

[illegible]

— 22 —

1900

1890

142-20-442

فصل فی بیان احوال و حال

— 22 —

ماہنامہ ہفت روزہ پاکستان اسلام آباد

تجربہ مستحق کے لئے وقف ہوتے ہی مزید بہتر ہو جائیں گے۔

رحمۃ اللہ علیہ نے اس فکر کو ایسا بہت بڑا ثبوت دیا کہ جو یہ فرمایا تو نہ ہو سکتا تھا کہ

میں موثر ہوں اور نہ یہ فسق و فساد کی چیز ہے کیونکہ فسق کے سوا کچھ خدا و بندوں

المسرحية التي للخيبر من مؤلفين -

[illegible]

وَمِنْهُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْتُونَكَ بِكُلِّ فِتْنَةٍ يُضِلُّونَ بِهَا كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

عن أبي حمزة الثمالی عن أبي بصير عن

قتلهم لم يعرفوا في السر

١٠٠

کہ ان پانچوں کا منہ قریب قریب ایک ہی ہے۔

[Faint handwritten text, possibly bleed-through from the reverse side.]

بھارت کے لیے درمیان زمین

— 10 —

وہ خروج عن الحرمت اور باہمت تعلق مقبرہ کی بالذکر ہوئے کی وجہ سے قرار دیا اور مقبرہ کی

بالذکر ہونا غالب کی باریک سمجھت ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

فَالْحَرَامُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَبَيْنَ رِجْلَيْهِ ۖ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رِجْلَيْهِ ۖ وَبَيْنَ رِجْلَيْهِ رِجْلَيْهِ ۖ وَبَيْنَ رِجْلَيْهِ رِجْلَيْهِ ۖ

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

یہاں مذکور ہے کہ حرمت کے درمیان میں ہے جس کا پتہ شریعت میں ملتا ہے نہ کہ قرآنی ہے

اصلاح ہو متقین جماعت اور نیک آدمیوں کو جسے زیادہ سکو جیب حرمت ہو چکا چنانچہ انہوں نے
بار میں ارشاد ہے۔

فَكَفَّ حَقِّقَتْ مِنْ الشَّيْطَانِ كَذِبًا ۝

وَجَعَلَ وَسْطَ عَيْنِهَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۝

کیا ہوں بار اور دوستوں کے درمیان ہے۔

وہ کہ جسے کہیں کہ حقیقت شیطانین سے ہوگی وہ اس درجہ جیستہ و عجزی ہوگا

وہ بالوں حرم ہونا چاہیے درجہ کے بار سے ہیں و درجہ شیطان تبع شیطان ہے۔

وہ کہ اب سود کو شیطان فرمایا ہے اور نہ ہے کہ کافر کا شرک کیا ہو ہاں نور حرم ہے۔ تو

نہیں کفر کا ایسی شہادت یا مثیل شیطان کا شرک کیا ہو کیونکہ خدا کا ہونا خداوند حرم ہے۔

معاذ اللہ تعالیٰ عنہ

تو ثابت ہو کہ اس قسم کے حقائق انسان شہداء میں حرم حرم ہے۔

وہ مستبصر نہیں بلکہ حرم ہے اس کا ثبوت بعد اطلاق ثابت مذکورہ نتائج ہیں

خارجی کا ہونا ہے۔ اگر اس قسم میں سے حرم ثابت ہو جائے ہمارے خدا

رہے گا۔

چنانچہ ہم ایک رشتہ تقدیریہ۔ نہیں ہو ورنہ حقیقت تقارر طاعت یا کفر یا جنت یا جہنم

نوب بقا بلکہ جہنم کو بھی خدا فرمایا

یہاں میں ہے:

بِأَعْيُنِنَا ۝

وَعَنْ أَبِي مُصْعَبٍ قَالَ كَرَّ دُرُّ

بِأَعْيُنِنَا ۝

بِأَعْيُنِنَا ۝

جائے گا اگرچہ ایذا دینے میں قدرت میں ہے

وَأَنْ يَبْدُوَ بِكَ كَذِبٌ

بِوَحْيٍ كَثِيرٍ مِّنْ ذِكْرِ مَا لَكُمْ

امک کے نزدیک سے گوشت کی یا جاتا ہے۔

دوسرے لفظ آیت میں فی الحال و لغویاً جو اس جیسے لفظ و رد ہوئے ہیں اس سے بڑھتا ہے

نہ تو ہر چیز ہو سکتا ہے کہ تب شارح نے ان کے تعلق کو محض وہ حرم میں فرمایا نہ ہر

بڑھتا ہے بلکہ ان کے حرم میں بھی تو وہ چیزیں ہو سکتی ہیں کہ وہ حرموں میں ہوتے تو نہ

اس کے تعلق کا کر لیا اور فرمایا کہ اگر لڑکیوں کو لڑکیوں سے لڑکوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے لڑکیوں سے

کر کے ابقہ جیفہ نوار کے حکم میں داخل کیا گیا ہے اور اگر معتق کو اباحت قتل کے حکم سے ہوا
 کیا جاوے جیسا کہ شاہرہ روایہ کا حکم ہے وہ معتق کو مخاطب بین الحب والبیف کے ساتھ معتق
 اور اس کا ایک فرد قرار دیا جاوے تو اس صورت میں نہ استدلال صحیح ہوگا ورنہ جواب کی
 ضرورت ہوگی بلکہ یقیناً فی المل والہرم کا مصدق نہ ف کو انجاست خود ہو رہے گا ورنہ غلط
 بین الحب والبیف جو معتق ہے اس حکم سے خارج ہو جائیگا۔

پہنا نچہ بود او و کی روایت یہی فی الغراب ولا یقتلہ کا مصدق اس صورت میں یہ
 بن معتق و غراب زرع ہوگا بالجملہ اس حدیث کے کو طرح دیکھ کر اس کی حرمت پر استدلال
 صحیح نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ یہ ویسی کوئے بموجب معمول تنفیہ حلال ہیں فقہاء
 و لد تعال علم و علمہ و حکم و حکمہ و عدل و عدلی عنہ مدرس نظامہ علوم سہارن پور۔

الجواب صحیح

بنا الجواب امت

ما اسن الجواب

مذہبہ علی غرض عنہ

محمد اسماعیل علی اللہ عنہ

فی مسئلۃ الغراب

اللہ در الحبیب

منظوم شہید مدرس نظامہ العلوم

ثابت علی عفا عنہ مدرس

عنایت علی غرض عنہ

مدرسہ نظامہ علوم

حق یہ کہ وراثت چاہیہ و حق ہاں چیز تو ہاں نہیں

جَبَّ اَنْ يَّحَقُّ وَ نَزَّ هَكَذَا اِجْلًا

و ان ہوئی یہ وراثت نہیں چیز یعنی قرآن ناظر لڑتے

اِنَّ اَبَّ حَرَكَةً اَنْ رَّهْوَدَّ

میں کہ وہ یہاں وہاں کے حق میں تو شرف و حرمت ہے

نَزَّلَ مِنْ اَعْرَابٍ اَنْ هُوَ شَاءَ

ورنہ انصاف و حق کو اس سے وراثت نہیں ہر قسم

وَرَحْمَةً اِلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ

بہ

اَلْفَرِيقَيْنِ اَنْ يَّحْسَنَ رَأْيَا

التبید شہید مدرس نظامہ علوم علی غرض

قَدْ ثَبَّتَ الْمُجِيبُ الْعَدَامَةَ جواب دیتے والے مہر نما نے کتے کے
 نُفُوسًا مَسْجُومَةً خِلَّةَ الْخُرَابِ حلال ہونے کو جس طرح ثابت کر دیا ہے جیسے
 كَالشَّمْسِ فِي الضُّمُودِ الْكُبْرَى سورج چمکوۃ کبریٰ میں۔ لہذا اب اس کا کوئی بھی شمار
 فَلَا بُدَّ لَكُمْ مِنْ زَأْنٍ قَلْبَةٍ نہیں کرے گا ہموئے اس کے جس کا در حق کے
 عَنْ تَبَوُّلِ الْحَقِّ أَوْ كَانَ غَيْبِ قبول کرنے سے پھر گیا ہو یا ہوا تمہاری درجہ کا نہیں
 فِي الدَّرَجَةِ الْفُصُولِ

العبد عبد المکریم بن روی تزیل ہمارے پورے کی سند

فتوویٰ جناب ولیائنا زیدۃ الکمل و قدوة العلماء مولوی شرف علی صاحب تفتاویٰ بنی

مدین اول مدرسہ اسلامیہ کانپور

ہوالہاد کی

کتب فقہ میں مسرت ہے کہ جو کوائف غلط لکھا گیا ہو بالافتق محال ہے اور جو صحت بخاست
 لکھا گیا ہو بالافتق حرم ہے اور جو دونوں چیزیں لکھا گیا ہو وہ نامہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 حرام ہے اور نامہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے۔

فِي الدَّرَجَةِ الْفُصُولِ حَلَّ الْخُرَابِ الْمَذْرُوعِ الَّذِي يَكُونُ
 الْحَبِّ وَالْأَرْكَبِ وَالْعَقَقِ هُوَ غُرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ جَنْبِ وَ
 مَتِّ وَالْأَصْلَ حَلَّ الْخُرَابِ الَّذِي يَكُونُ فِي الْعَذِيَّةِ وَالْمَذْرُوعِ الْخُرَابِ
 الْأَبْنَى وَالْأَسْوَدَ وَهُوَ نَوْءٌ شَدِيدٌ يَكُونُ فِي الْحَبِّ وَالْأَرْكَبِ وَالْعَقَقِ
 وَالْمَذْرُوعِ وَالْأَبْنَى وَالْأَسْوَدِ وَالْمَذْرُوعِ وَالْمَصْنُوعِ وَالْمَذْرُوعِ وَالْمَصْنُوعِ

يَعْتَدِبُ كُلَّ مَنْ مَرَّ نَاوَا حَيْثُ اخْذِي وَكَتَبْتُ لَكَ فِي الْكِتَابِ وَذُو خَيْرٍ كَرَّمَ
عُزْرًا مَكْرُوهًا عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ وَفِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ وَفِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ

پس اگر کسی عالم نے ایسے کو سے کہ جو نہایت دور دور تھا تا سجدہ برائے حق و تعالیٰ
نہ ہو تو وہ سجدہ کے لئے ہرگز نہیں تھکتا۔ اور اگر کسی عالم نے ایسے کو سے کہ جو نہایت
کھوپڑی لڑی کے لئے ہرگز نہیں تھکتا۔ اور اگر کسی عالم نے ایسے کو سے کہ جو نہایت
دور دور تھا تا سجدہ برائے حق و تعالیٰ نہ ہو تو وہ سجدہ کے لئے ہرگز نہیں تھکتا۔
اور اگر کسی عالم نے ایسے کو سے کہ جو نہایت دور دور تھا تا سجدہ برائے حق و تعالیٰ
نہ ہو تو وہ سجدہ کے لئے ہرگز نہیں تھکتا۔ اور اگر کسی عالم نے ایسے کو سے کہ جو نہایت

فِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ وَفِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ وَفِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ
يَعْنِي كَيْفَ تَصِفُ كَيْفَ تَصِفُ كَيْفَ تَصِفُ كَيْفَ تَصِفُ كَيْفَ تَصِفُ كَيْفَ تَصِفُ
وَقَدْ مَرَّ تَصْفِيًّا عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ وَفِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ وَفِي مَكْرُوهٍ عَنْ بَنِي بَهْمَتٍ
بِهِ يَحْتَاطُ الْخَفَاءُ
مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ مَدَامُ

تو چاہیے کہ وہ تو میں ہی تھا کہ اس کے کہ بہت کو تسلیم کریں۔ بیستہ سے کہ کوئی نام بہت
کے قورہ میں کرنا چاہتا ہے تو نہیں وہ اپنے فعل کو مٹا رہے ہیں۔ مگر متنبین ہم ہر جہت سے
میں ہر جہت پر دلیل شرعی کے حکم کو بہت میں مٹا رہے ہیں۔ مگر متنبین ہم ہر جہت سے
ہو سکتا ہے۔

وَمِنْ رَبِّ أَحَدٍ فَاصْصَلِّ عَلَى خَلْقِهِ
بَارِكْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ
وَمِنْ رَبِّ أَحَدٍ فَاصْصَلِّ عَلَى خَلْقِهِ
بَارِكْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ
وَمِنْ رَبِّ أَحَدٍ فَاصْصَلِّ عَلَى خَلْقِهِ
بَارِكْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ

كَهَبَ وَزَيْنَ كَانَتْ فِي الْأَخْصِرِ
 حَلَا لَا يَتَخَارَفُ النَّاسَ بِأَعْدَابِهِ
 لَمْ يَكُنْ لِرَجُلَيْنِ فَيُبَيِّنُ مَنْ يُتَخَارَفُ عَنْهُ
 فَيُذَكِّرُ مَنْ لَيْسَ بِتَكْلِفٍ تَزْعُمُ بِلَاحِشٍ
 مَسْوَرَةٍ كَمَا يَدُنْ عَلَيْهِ لَا سِتْرَ لَئِنْ بَقِيَ
 يَتَخَارَفُ النَّاسَ إِلَّا فَلَا تُجَنِّهَ نَبِيًّا

کیونکہ لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کے کھانے میں
 کوئی تکلیف پہنچتی ہے لہذا ان کے کھانے سے
 پہنچنا مناسب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ
 کوئی حکم شرعی نہیں ہے جس میں مشورہ ہے جیسا کہ
 تعارفِ ماس سے استدلال اس پر دلالت ہے۔ لہذا
 اس قول میں دشمنانِ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

نہ وہ یہ کہ اگر کوئی شخص اعتد و ملت کے ساتھ کھانے سے بعداً منقبض ہو اس پر
 کوئی جبر و ملامت نہیں مگر شریعہ ہے کہ حلال تمغنے والوں یا کھانے والوں پر طعن و تشنیع نہ کرے
 کہ یہ امر گناہِ کبیرہ اور حرام ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ وَقَالَ
 تَعَالَى وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا
 بِاللُّغَابِ وَقَالَ تَعَالَى وَلَا يَخْتَبُ
 بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ
 وَفِي الْبَابِ مِنْ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ
 مَا لَمْ يَحْصِ عِدَّةً وَلَا يَنْفَعُ مَدَدًا وَاللَّهُ
 أَعْلَمُ بِمَا طَادَى الْأَحْزَابُ مُسْتَلِيمًا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک قوم دوسری پر نہ
 ہنسے۔ اور فرمایا کوئی ایک دوسرے کو معنے نہ
 دے اور نہ ہرے لعل سے پکارتے۔ اور
 فرمایا کہ کوئی کسی کی ہیبت نہ کرے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالیاں دینا
 فسق ہے۔ اس باب میں بے شمار آیات و
 احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید ہے
 کہ کوئی توفیق و ہدایت دینے والا ہے۔

کتبہ اشرف علی تھانوی زیل لکھنؤ

فتوے کے جناب مولانا مولوی ناجی خان فاضل محمد ناصر حسن صاحب مدرس اول

درسہ نمونہ یا ست چٹاری کی بقا مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

الجواب

دانش ہو کہ صحیحین و دیگر کتب میں آیا ہے:

خَمْسٌ مِنَ الذَّوَابِّ يَسَّ عَلَى الْمُسْلِمِ

پانچ جانور ایسے ہیں جن کے قتل کرنے میں گم

فِي قَتْلِهِمْ جُنَاحٌ أَلْعَقَابُ وَالْفَرَادُ

پر کوئی سزاوارت نہیں ہے۔ بچھو، چوہا، باؤد کتا،

الْكَبُ الْعُفُورُ وَالْعَرَابُ وَالْجَدَّاءُ

کوا، ورپیل۔

اگرچہ اس حدیث سے حرمت پر استدلال محل تامل ہے کیونکہ موجبات قتل و عدم قتل نظر شرع میں ورپیل اور موجبات حرمت اکل اور نہیں، دیکھو ہر ہر اور مہ و ایضاً مولانا صاحب میں مکران کے قتل کی ممانعت ہے اور کتا شکاری و بلی حرام میں مکران کے قتل کی بھی ممانعت ہے۔ الغرض قتل سے حرمت سمجھنا اور ممانعت قتل سے حلت خیال کرنا گہری نظر والوں کا کام نہیں گزرتا ہم متباد اس حدیث سے یہی ہے کہ ان اقسام مذکورہ کا قتل بوجہ حرمت ہے اگر یہی مانو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً حرام ہے۔ مگر باؤد و ایضاً خاص سے بارہ ہیں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً ممنوع القتل ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مطلقاً حلال ہو وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ عَلَى الْقَتْلِ الْحَرَامِ

علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حرام کس جانور کو قتل کرنا

أَلْحَبُّ وَالْعَقْرَبُ وَالشُّبَيْخَةُ وَيَدْحَى

بچھو، چوہا، کوا، وریکٹ

وَالْغُرَابُ لَا يَقْتُلُهُ وَالْحَبُّ الْعَقُورُ
شکار کر سکتا ہے قتل نہیں۔ باؤ لاکتا، چیل اور
حملہ کرنے والے ورنہ کو قتل کر سکتا ہے۔

سب یہ دونوں حدیث دربارہ غراب متناقض تھیں تو فقہاء محدثین کو جمع بین الحدیثین
کی فکر ہوئی تلاش جو کیا تو بخاری و مسلم و ابن ماجہ میں یہ حدیث بالفانذویل پائی۔

عَنْ يَسَّ عَنْ مَدْيَنِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ
خمس فوائيق يقتلن في احد والحرم
ملیہ وسلم نے فرمایا پانچ ناسق جانوں میں جو حرم و حرم
احیئہ والغراب لا يقتل ولا يفر
دونوں میں قتل کیے جا سکتے ہیں۔ سانپ، غراب
والحَبُّ الْعَقُورُ وَالْحَدَّيْ.
ابقع، چوہا، باؤ، شا در چیل۔

اس حدیث نے ہر دو سابقہ حدیثوں کو جمع کر دیا اور اشارہ علیہ السلام کو متعین کر دیا
یعنی معلوم ہوا کہ وہ غراب کہ نظر شارع علیہ السلام میں جائزہ القتل ہے وہ ہوا نہیں بنے بلکہ
وہ قسم ہے جو دیار عرب میں باسم ابقع مشہور ہے وہ کوآ ہمارے ملک کے کوڑوں سے بڑا
اور رنگ سیاہ و سفید کہتا ہے شکاری ہے۔ پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور جہاں بیٹھتا
ہے نہایت بے چین بیٹھتا ہے اور مردار بھی کھاتا ہے۔ چنانچہ جماعت حجاز نے
سفر مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں اس کا مشاہدہ کیا ہے سو یہ کوآ کیوں حرام نہ ہو کہ اس میں
شرعی نہایت حرمت یعنی نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کلدی
مخالب من الطیر

عن جرأتا مدہ قادم۔

نہی عن کلدیہ ہر طرح متفق ہے۔ اس لیے بالذات فقہاء و محدثین غراب
ابقع حرم ہے ایسے ہی ورنہ گوں کے کوٹ خواہ کالے ہوں یا بھورے، چھوٹے ہوں یا

بڑے اکڑائیں یہ دونوں اہل حرمت موجود ہوں گے تو حرم ہی ہوں گے ہاں جن مقام میں یہ
باقی نہ ہوں گی تو شرعاً کسی طرح حرم نہیں ہو سکتے بلکہ اصل باہر ہیں گے اب یہ خیال
کرنا کہ فقہار نے کس خوبی سے جمل احادیث کو جمع کیا ہے اور غیب میں سے ہاں نہایت
اس شخص کا شش و شصت جمع پران کی جتنی تخمین کی جاوے وہ بجا ہے ہر گز اس کے سقم
زمانہ کا حال فحش و فسق ہے۔ سو ہمارے اس نواز کے ویسی قوت سے جو گھر میں پائے جاتے
ہیں نہ پنجنہ شکاری رکھتے ہیں اور نہ خالی ہمارے رکھتے ہیں بلکہ غالب خدا ان کو نہ وروانی
ہے اس لیے وہ مباح الاکل ہوں گے ان کو حرم کہنا حوام الناس کو خوش کرنا و ریب الناس
کو ناراض کرنا ہے اور اس آیت کا مصداق بنتا ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَىٰ
اللَّهِ كَذِبًا يَبْغِضَ النَّاسَ بِغُيْرِ
عِلْمِهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَكْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ۔

اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا اللہ تعالیٰ پر
بدلیل جھوٹ تہمت لگانے تاکہ لوگوں کو گمراہ
کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہ
دکھائے گا۔

باقی یہ شبہ کہ یہ کھوت بعض جانوروں کے اندر سے نپٹے کھا جاتے ہیں اس لیے حرام
ہونے چاہئیں۔ سو گندار شش ہے کہ ایسی ایند تو بہت سے حلال جانوروں میں ہیں جو ہرگز
تو چاہیے کہ ان کو بھی حرام کہیں روانی کا مرض اپنے مقابل کو جان سے مار چھوڑتا ہے شوح
بکرا اور بیل وغیرہ کتنے کچھ ایند اپنی پائے ہیں۔ بالخصوص غنہ گھروں کا ناک میں دم کو دیتی ہے۔ اور
موسم ہر سات میں کتنے شرارت لاش مار کر کھاتی ہے۔ سناوس سانپ وغیرہ کھاتے ہیں
نیل کنڈے کتنے کچھ مڈے وغیرہ کھاتے ہیں۔ چھوٹی سب مڈے ہیں۔ سو وہ کیا ہے شرارت
علیہ السلام نے ہر چھوٹی بڑی ایند کو ملت حرمت قرار نہیں دیا ہے بلکہ میوہ میں موزوں

بالطبع ہونا اور یہ جبہ شکاری رکنا یا بنی مست نور غالب ہونا موجب حرمت تجویز کیا ہے
 مگر یہ وجوہات ان ویسی کوفوں میں مستود ہیں۔ بہر واقع اور اسود و شقی میں موجود ہیں و درودنوں حرم
 میں بے ہر یہ کہشت کہ لوگوں کی قسمیں و نسل ہے سو مٹن سے کہ یہ نہ البتہ ہے نہ خلاف
 جو حرم ہوتا ہے اس لیے کہ خلاف شکاری کو اس سے پہلے کی حرمت پہنچے۔ کہ جانوروں
 شکار کرتا ہے اس کے حرم ہوتے ہیں کہ وہ شکار نہیں اس لیے کہ علت حرمت یعنی ہوا میں
 ہشت سے شکار کرنا اس میں موجود ہے اس لیے کہ جو کچھ پکڑتا ہے۔ پھر پکڑتا ہے پکڑتا ہے البتہ
 کھانے میں مانع پہنچے سے بھی لیتا ہے۔

میر ہی رائے میں یہ متعارف کو اسود کی نہ نمائند ہے جو غراب انزع سے لیتا جلتا ہے
 ورنہ جو یہ نپاتے جاتے موجب حرمت کے مباح الاصل ہے اور یا یہ غراب انزع ہے
 کیونکہ اس کی غذا عموماً ذرات روتی ہے۔ منڈی میں انبار غلہ پر اور وقت و درودنوں پر ان کا کتنا
 ہجوم ہوتا ہے۔ مردہ جانوروں کی۔ ش یا گندگی مثل چیل و کرکس وغیرہ کے نہیں کھاتا ہے
 یاں اسیا نانو زاد عصاف کو پوچھ سے کھاتا ہے۔ سو یہ بات مرئی و غیرہ میں بھی ہے۔

اب جو حضرات معترضین الی و سبیلوں سے اس کو حرام کہتے ان کا قول اصول قرآن و حدیث
 سے وفادار مذاق عوام سے نزدیک ہے ہر شہر مانمانیت مذموم ہے اور مصداق
 كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا
 لَا تَصْلُحُونَ
 ایسی بات کہو جو درست نہیں۔

ہے۔ عقیدے میں جو لوگ کلمہ شریعی کو موم کے نمونہ کرنے کو چھپاتے ہیں۔ ورنہ ان بات پر
 کہتے ہیں کہ وہ آتشیں ان کے منہ میں پھنسا یا جلاوے کا حق اللہ نما۔

مسلمانہ یہ ہے کہ یہ ویسی تو اعمال ہیں۔ کوئی شخص اگر تنہا یا بد مذہبی کی وجہ سے

نہ کھائے تو کچھ منسائقہ نہیں جو زمین کا یہ منشار نہیں کہ سب لوگ خواہ منواہ اس کو کھائیں بہت
 حلال بنا لیں جن کے کھانے کا بہت سوں کو اتفاق نہ ہوا ہو گا بلکہ یہ غرض ہے کہ اس کی
 بابت ہوا مقتدا حرمت کے ہوئے ہیں یہ مطلب ہے اس اعتقاد سے تعدی حدود و امانتی
 ہے جس کی نہایت سے قرآن و حدیث اہمیز ہیں۔ غرض ان منوایط حرمت اور سوں حدیث
 کو خیال کر کے عبارت مقتدا کا سمجھ لینا بہت آسان اور اس میں اگر کچھ تخالف بھی متبادر ہو
 اس کا جمع ہونا سہل ہے اہل جن کا نسب نور بصیرت سے نمایاں ہے اور تشتبہ کی پٹی انکو
 پر رکھتے ہیں وہ رسوم فقیرہ کو حدود تحقیقہ خیال کر کے ان کو ہی مدار حلت و حرمت سمجھتے ہیں۔
 اس کے مناقشات لفظیہ میں وقتات ضائع کرتے ہیں اور عوام کو حیرانی میں ڈال دیتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ۔

ومن سور یجعل اللہ لہ نوراً فاللہ
 من نور وفتت اللہ تعالیٰ وایاکم
 للحق اجمیعین۔
 جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہیں اس کے لئے نور نہیں
 اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اور سب کو حقائق کی توفیق
 عطا فرمائے۔

واللہ اعلم ویکرمہ قوم فقط۔

محمد ناظر حسین

محمد ناظر حسین دیوبندی

فتویٰ جناب ولینا مولوی مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی

دارالعلوم علیہ عربیہ دیوبند

الجواب

اقول وبہ نستحییٰ یہ کو ایسی جوان بلاد میں ہوتا ہے اہم عظم کے نزدیک۔

حلال ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ اور قوال امام عظیم ہے کہ یہ کیونکہ یہ کو اخلط کرنے میں مثل مرغی کے ہے اور مرغی حلال ہے۔ اصل یہ ہے کہ مدار اس کی حلت و حرمت کاغذا پر ہے۔ جو کو اخلط ضرر و نجاست نوار ہے وہ بابتفاق حرام ہے۔ اور وہی مثل سب مذیث نفس فواستق الخ کا اور جو کو اخلط دانہ کھاتا ہے وہ بابتفاق حلال ہے اور جو کو ادونوں پیڑیں کھاتا ہے۔ دانہ دروٹی وغیرہ بھی اور نجاست بھی جیسے مرغی وہ امام عظیم کے نزدیک حلال و مبارک ہے اور یہ بھی صحیح ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ مرغی بھی ان کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ مَا يَأْكُلُ الْخَيْفَ فَلَهُمْ نَبَتْ مِنَ الْحَرَامِ فَيَكُونُ
خَيْثَ عَادَةً وَمَا يَأْكُلُ الْحَبَّ لَمْ يُوجَدْ فِيهِ ذَلِكَ وَخَطَا لَا تَجِبُ وَالْعَقَقُ
فَلَا يَسْتَلِمْ عِنْدَ بَنِي حَنِيفَةٍ وَهُوَ أَحَدٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِيَ خَيْفٌ نَهَى
اِی طرح شافعی بلذنا مس ص ۵۲ میں ہے۔

وَأَمَّا الْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُوَ أَنْوَاعُ ثَلَاثَةِ نَوَاعٍ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ
الْخَيْفَ وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَنَوَاعٍ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْخَيْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنَّفُ
الْأَبْقَعُ وَابْنُهُ مَكْرُوهٌ وَنَوَاعٍ يَخْلُطُ بِأَكْلِ الْحَبِّ مَرْدَةً وَخَيْفَ أُخْرَى وَلَوْ يَذْكُرُ
فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَ مَكْرُوهٍ وَلَا عِنْدَ ابْنِ يُونُسَ

اس عبارت سے واضح ہے کہ مدار حلت و حرمت کاغذا پر ہے نہ رنگ پر اور نہ نج

بیر کہ مرغی میں جو اختلاف درمیان امام عظیم و امام ابو یوسف کے دربارہ کراہت و عدم کراہت ہے یہ بوجہ تبدلہ ہونے کے نہیں ہے کیونکہ جملہ توافقا مکروہ ہے۔ امام عظیم بھی اس کو مکروہ ہی فرماتے ہیں بوجہ متغیر و منتقل ہونے کے اور اس میں مرغی ہی کی تخصیص

نہیں بلکہ ذلت کا ہے و بڑی جو بنو جدارہ ہو وہ یا اتفاق کروہ ہے۔ ہذا فی کتب الفقہ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن ثانی عنہ دیوبند

و توفیق اللہ عز وجل

فتویٰ جناب لوی محمد شاہ صاحب کشتیہ کی مدرسہ قومی میر علی شاہ ہوا بھر و تخریرات

دیگر مشاہیر علماء سلمہم اللہ تعالیٰ

الجواب

اس سے پیشتر کہ اصل مسئلہ میں بحث کی جائے تمہید کے طور پر اس کا بیان کر دینا
مناسب ہے کہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک پرند جانوروں میں حرمت کی دو قسمیں ہیں ذوقلب
موزنی ہونا اور نجاست غذا پرندے کے ذوقلب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زمین و آسمان
کے مابین مخلوق ہوا کے وسیع میدان میں اپنے پنجوں سے کسی جانور کا شکار کرے اسی کو ذوق
لفظوں میں ذوق لفظ کہہ دیا جائے جیسے شکار عقاب و عید نہ یہ کہ زمین پر بیٹھے ہوئے جانور کو
پھونچ یا پتھر میں داب کراڑ جائے۔

چنانچہ طینی شریعت ہدایہ میں مذکور ہے:

و فی الملبسۃ المراءۃ بذی الخطفۃ

ملبسہ میں لباس کہ ذی الخطفہ سے دودھ جاد

مَا يَخْتَلِفُ بِدِيْخِلِكَ مِنَ الْيَوَاءِ

جہ بڑی کب سے باسے اپنے پنجوں میں ہو

کاتبازی و العقاب

بیسبازی و عقاب۔

و ذہبی ملت حرمت یعنی نجاست غذا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پرند محض نجاست و

نے کوڑے کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی قسم وہ کوڑا ہے جس کی غذا صرف نجاست و مردہ
ہو اس کا نام البقع ہے۔ اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناستق فرمایا ورجل ورجل میں
اس کے قتل کی اجازت دی۔

پہنا نیچہ شامی میں مذکور ہے۔

وَنُورًا لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْبَحِيفَ وَهُوَ الَّذِي
سَبَّاهُ الْمُصَنِّفُ لَا يَقَعُ وَانَهُ
ایک قسم کا کوڑا ہے کہ ہوائے دور کے پھول
جی نہیں مردہ ہی ہے جس کا نام مستف ہے
مکروہ ۵۔ البقع بیان کیا ہے مردہ کوڑا ہے۔

یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ادنیٰ شامل سے معلوم ہوتا ہے۔ اس
موقع پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بعض فقہاء نے عذاف اور عشم بھی کوڑے کی قسمیں بیان
کی ہیں لیکن علماء محققین نے ان دونوں انواع کو نذا و حکم میں البقع کی مثل قرار دیا ہے۔
شامی میں لکھا ہے کہ:

وَالْعَذَافُ هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ
الْبَلَدِ بِاللَّبَقَةِ أَيْ
عذاف وہی کوڑا ہے جو اہل نعت کے نزدیک
البقع کے نام سے مشہور ہے۔

اور فتح الباری میں مذکور ہے۔

وَمِنْ أَنْوَاعِ الْخُرْبَانِ الْأَحْمَرِ
هُوَ الَّذِي فِي رَجَبِهِ أَوْ فِي جَدِّهِ
بَيْنَ مَنْ وَجَّهَهُ حَتَّى يَكُونَ فِيهِ
بوس کا قسم البقع کا سا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس کوڑے کے کھانے کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔

دوسری قسم وہ کوڑا جس کی غذا صرف دانہ ہو اس کو فقہاء نے بزرگ کھتے ہیں کہ

کھانا یا روغنی مٹاں ہے۔

جیسا کہ بحر رائق میں مذکور ہے:

وَنَوْنَابِ كَسِّ الْمَتَبِّ خَسْبُ

کوئہ کوئی قسم بہ رتہ دانہ ہی کھاتا ہے،

عَرَدَ بَرَكُ

بیشک پیدا جاتا ہے۔

تقریباً یہاں روغنی مٹاں جو غذا مخلوط ہو یعنی پھر دس لکھاٹے ورگہیں بنتی ہیں۔ یہ قسم ہے

جس کی حالت مختلف ہے۔ یہ ہم بولہ سفت کے نزدیک ہے یا کھانا کھروہ ہے وراہ

مخمر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔ فقہائے متنبین نے امام عظیمؒ کے

قول کو اس طرح اور منہی قرار دیا ہے۔

ہاں یہاں مذکور ہے۔

وَالْأَنْوَاعُ الْخَرَابُ بِمِثْلِ يَخْلُطُ

ور اگر کوئی ایسا ہے جس کی غذا مخلوط ہے کہ کبھی

فِي كُلِّ حَبِيبَةٍ نَّارٌ وَأَحَبُّ أَخْرَافِ

مور میں سے ور کبھی دس تو اب بولہ سفت سے مراد

فَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي يُونُسَ أَنَّ

ہے۔ اس پیمانہ کھروہ ہے وراہ مٹاں

بَكَرْدَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ

سے روایت ہے کہ اس کے اندر میں کوئی مٹاں

بَكَرْدَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ

نہیں ور میں تو کھروہ ہے مگر اس پر قیاس کر کے یہاں

الْأَجْزَاءُ كَذَلِكَ فِي مَسْجُودٍ

ہی مسموط میں مذکور ہے۔

تکلیف ورجحان پسند ہیں تو کوئی اور بہانہ تقریر سے خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ شریعت

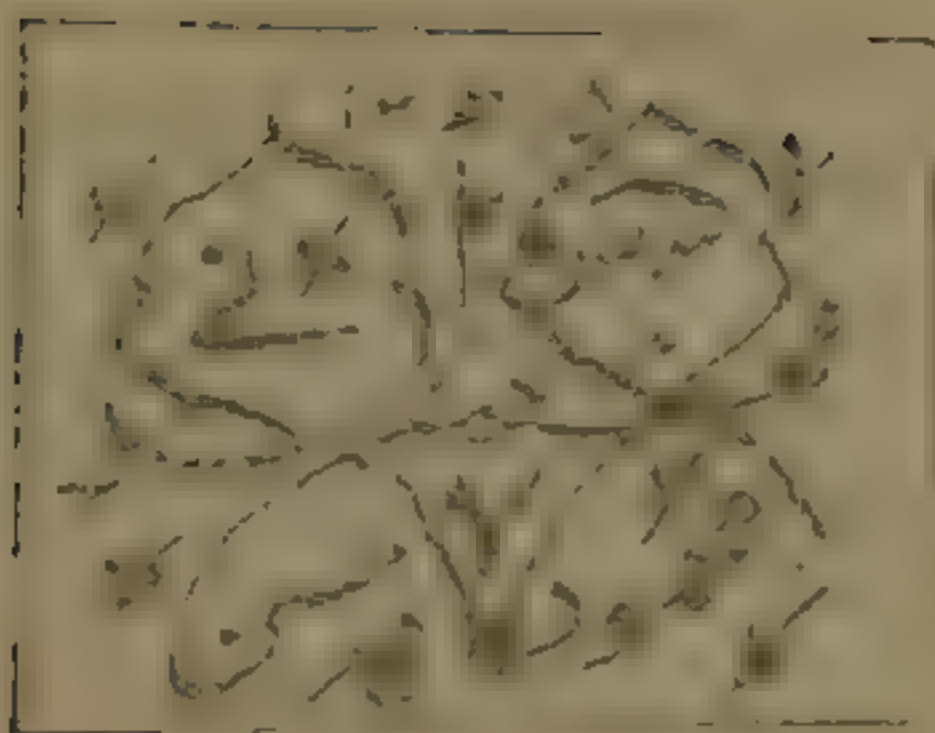
مقتضیٰ میں یہ پرنڈ ہونا کی حکمت و حرمت کا مدار اس کے ذوق و غلبہ پر نہ ہوتا ہے

بلکہ وہ خدا پر ہے۔ شکل و مشابہت یا رنگ و طعم کو حکمت و حرمت میں کچھ دخل نہیں

پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس میں امام مٹاں کا طعم و مزہ اس قسم کے کوئہ کی حکمت

نزدیک و غریب کی مثل مکرور ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک بیکار بہت حدوں
 ہے اور یہی قول صحیح و مستحق ہے اور در حقیقت امام ابو یوسف کے نزدیک غریب کی مثل
 مکرور ہوتا ہے حاکم ثبات کرتا ہے اس لیے کہ غریب کا کھانا مکرور ہوتا ہے اور حاکم کے
 منقولہ میں دراللم باسویب۔

ترجمہ شہادت کثیری حنفی منہ



ابو یوسف

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ابواب صحیح

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ابواب صحیح و بیس

ابو یوسف

والتی دہل سنت قولی میں در حقیقت درج ہے کہ شہید

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

نہیں کرتے ہیں درجہ سند فقہ میں حنفی نہیں ہے۔

ابو یوسف

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

ابو یوسف

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

مکتبہ شریعت حنفیہ مدرسہ دارالعلوم

الجواب صحیح

الجوابان محمد بن سید

بزرگوار که بی حسیب است

مدرس مدرسه التقریر

الجواب صحیح

نعمه مبدع و مبدع مدرسه

ایضاً در بابی شایسته و مبدع

مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

بنده و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

مدرس مدرسه التقریر و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

نعمه و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع و مبدع

الجواب صحیح

نور تفسیر حسن عشق منته مدرس

مدرسه عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

بندہ شریعہ ایضاً علیہ السلام

مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

شریعت علی بن ابي طالب

مدرسہ عالیہ دیوبند

مفت محمد رفیع الدین صاحب

فیضان الایمان

عبدالحق صاحب دیوبند

الجواب صحیح

نور تفسیر حسن عشق منته

نور تفسیر حسن عشق منته

الجواب صحیح

نور تفسیر حسن عشق منته

مدرسہ عالیہ دیوبند

نور تفسیر حسن عشق منته

الجواب صحیح

عبدالحق صاحب دیوبند

مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

عبدالحق صاحب دیوبند

مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

نور تفسیر حسن عشق منته

مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

محمد رفیع الدین صاحب

عبدالحق صاحب دیوبند

الجواب صحیح

نور تفسیر حسن عشق منته

نور تفسیر حسن عشق منته

الجواب صحیح

نور تفسیر حسن عشق منته

نور تفسیر حسن عشق منته

فترقہ کی بنیاد پر لایا اور اس کا نام احمد رضا صاحب مدرسہ اہل بیت علیہ السلام

دریغ کر علماء اہل بیت

الذی

اس قول میں تم کے مسائل کے جواب میں تو ان کتب جیسے کتاب جریۃ قائم عبدیہ ص ۱۱
 و سوال قبول ہے سے اللہ علیہ وآلہ و سلم کو مسئلہ نہ دے روایت بن ہاں اس میں تخریج روایت
 کیا ہے کہ: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم

سن کر ذی ناب من لیب عا و کئی ذی
 شلب من لیب عا و کئی ذی
 فصل ۱۰ اور من باب ۱۰ میں
 کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی
 فصل ۱۰ اور من باب ۱۰ میں

کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی

کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی

کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی
 کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی
 کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی
 کئی ذی ناب من لیب عا و کئی ذی

اور نیز قالموس میں ہے:

السبب بضم نون و فتح ہاء و سکون
 الیوم من الیوم
 اور غلب کے معنی قالموس میں اس طرح لکھے ہیں:

المنقلب المنجل و ظفر کل سبع من الماشی والطائر او هو لما یصید من
حیدر و الخضر لعلہ بصید۔

پس معلوم ہوا کہ ثعلب اسی پرندہ کے ناخن کو کہتے ہیں جو شکاری ہو ورنہ یوں تو ہر پرندے کے ناخن ہوتے ہیں۔

پھر کہ کلام بڑا عجیب و غریب ہے لہذا کتب فقہ حنفی سے امام صاحب کا قول لکھا جاتا ہے

وہ منقول ہے۔

تفسیر غنائیہ سنہ ۱۰۰۰

وَلَا یَجُوزُ قَوْلُ ذِي ذَنْبٍ عَنِ ثَلْبٍ
وَلَا ذِي ثَلْبٍ عَنِ الثَّارِ

ہر کچلی وٹے دند سے ورنہ یوں کہتے ہو میں
شکار کرنے والے پرندے کا کھانا جائز نہیں۔

جو پرندہ و شکار پروردگار کی شہادت سے چھوڑ دے کہ اس میں ۱۰۰ سنہ۔

أَمَّا ذَنْبُ ذِي ثَلْبٍ أَنْ يَكُونَ كَلْبًا
ذَلْبٌ يَمْنَعُ ذَلْبٌ وَكَذَلِكَ ذِي ثَلْبٍ
وَأَنَّ ذَلْبًا رَجَعَ مَنَةً لَهَا يَخْلُبُ الْبَيْضَ
ثَلْبٌ وَذَلْبٌ كَلْبٌ فَخَيْرٌ لَكَ

مرد ذی ثعلب سے یہ ہے کہ جس کے پاس ایسی
کچلیاں ہوں جن سے وہ شکار کرے ورنہ ایسے ہی
ذی ثعلب سے وہ آدمی ہے جس کے پاس
ایسے پٹے ہوں جن سے وہ شکار کرے ورنہ تو

بجتر کے قتب ورنہ کچلیاں ہوتی ہیں نہ تھ
(حرمت میں) نہ کوئی تاثیر نہیں ہے۔

پھر یہ میں قدوری کی عبارت نہ کہہ رہا کہ دلیل میں حدیث کا عنوان اس طرح نقل کیا ہے۔

لَا تَأْكُلُ الْبَيْضَ حَالِيَةً سِوَا مَا فِيهِ
بَنَ الْأَكْبَرُ قَوْلُ ذِي ثَلْبٍ هِيَ
أَرْطَابُورُ وَكَلْبُ ذِي ثَلْبٍ هِيَ بَيْضٌ

جیسے کہ بنی صلی نے علیہ وسلم نے ہر بھٹوں سے
ہر میں شکار کرنے والے پرندے سے درجہ کچلی
وٹے دندے کے کھانے سے منع فرمایا

وَقَوْلُهُ مِنَ السَّبَبِ عَذْرٌ
عَقِيبٌ ۚ لَنُوعَيْنِ فَيُنْصَرَفُ
أَبَهُمَا فَيَتَنَاوَلُ سَبَبَ الطَّيُورِ
وَأَبَهُ يَحُولُ كُلِّ مَالٍ
مُخْلِطٌ وَنَابٌ
بہ در حضور عملی تدریجی و تدریجی ہو کر من سبب
دونوں نوعوں کے بعد ذکر کیا ہے من سبب
دونوں نوعوں کے مابین ہونا من سبب
پرنسپل اور درجہ ہونا ہی کو شامل ہونا من سبب
جانور کو جس کے پیچھے و کچلیاں ہوں۔

کفایہ شریعت ہدایہ میں لکھا ہے:

وَالْمَوْثَرُ فِي الْحَرَمَةِ لَا يَذَاءُ قَبْلَ مَوَازٍ أَوْ يَكُونُ بِلَا نَبْزٍ وَ
تَارَةً يَكُونُ بِالْمُخْلِطِ أَوْ بِالْحَبْثِ وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خُفَّةً كَمَا فِي الْحَرَمِ
وَالْمَوْثَرُ قَدْ يَكُونُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَاءِ كَتَرِ .

اس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک تائید حرمت میں صرف دو
ہی چیزوں کو ہے۔ ایک تو ایذا، بلکہ حدیث متفقہ علیہ ہے۔ دوم نجاست بلکہ آیت قرآن و یہ
بھی معلوم ہوا کہ ایذا و شرماء وہی معتبر ہے جو ناب یا مغلب سے ہو اور ناب اور مغلب بھی
وہی معتبر ہیں جو ان جانوروں کے سلاخ اور ہتھیار و شکار کے اور رہوں مستحق نانون
اور کھلی کا کچلا اعتبار نہیں اور نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلقی جیسے حشرات الارض و ہوام میں
دوسری عارضی جیسے بلاہ نجاست نور جانوروں میں۔ پس جب ملت حرمت میں دو چیزیں ہیں،
تو اب دیکھنا چاہیے کہ اس و ایسی کونست میں ملت حرمت موجود ہے یا نہیں۔ و یہ تو ظاہر ہے
کہ ملت اول یعنی ایذا و شرماء معتبر ہے۔ وہ اس و ایسی کونست میں ہرگز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ نہ
سبب حیات میں سے ہے نہ سبب ہلاکت سے کیونکہ منع کی عام تعریف ہدیہ میں ہے کہ
لکھی ہے۔ وہ سبب فل منقلب مختلف جارح قاتل عادات و عادات

میں ایک نہ میت ہے کیونکہ صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ من و میں کتابہ جمال دور و قریب
 ہوں و زمرہ عند کتابت اور نیز معلوم ہوا کہ بالقبول حکم شرعی یعنی حاکمیت و حرمت کے من و میں
 کی تین قسمیں ہیں۔ محال بالاتفاق جیسے غائب از رخ و دور کی حرام بالاتفاق جیسے البقیہ و غیرہ تینوں
 مختلف فیہ بین الائمہ و مثالی فی روایت سند جیسے محقق اور جو اس کے حکم میں ہے۔ ورنہ محال
 کی حاکمیت یا حرمت کی علت یہی ثابت رہتی کا عدم یا وجود سند پس چونکہ غائب از رخ میں
 علت حرمت مستقلاً نہیں پائی جاتی اس لیے بالاتفاق محال ہے و البقیہ و غائب میں چونکہ
 علت موجود ہے اتفاقاً حرام ہے اور محقق میں چونکہ علت حرمت عام ممانعت کے نزدیک
 پائی جاتی ہے اس لیے بدکرانہت محال ہے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک روایت
 میں چونکہ علت حرمت موجود ہے اس لیے مکروہ تحریمی میں ہے و رشیدیہ کے محققین نے
 کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف قاعدہ کثر حکم میں کو متحمل بنائے ہیں و ممانعت
 اس قاعدہ کا اعتبار نہیں کرتے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ کی تعلیل سے ظاہر ہے کہ کیونکہ ممانعت
 کے مذہب کی دلیل میں لکھا ہے لا ینفذ فی شیانہ وجہ اور امام ابو یوسف کے مذہب
 کی تعلیل میں کہا کہ ان غالب کلام البیہ اب اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ علت حرمت نہ
 شکری پرندوں میں جہاں ہوگی نبیٹ عارضی ہوگی۔ پس کوئی پرندہ خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو جب
 اس کی غذا باطن بنیاست ہوگی وہ حرام ہوگا مگر جس میں یہ بات نہ پائی جائے گی وہ ممانعت
 کے نزدیک محال ہوگا۔ اگرچہ محال میں ابو یوسف کا مخالف ہے۔ اور صحیح و مستحکم بہ قول
 امام ممانعت ہے۔ چنانچہ صاحب بحر وغیرہ فقہاء نے اسے اس کے لیے کہ وہ ممانعت
 محال ہے و زمرہ محال ہے پس اگرچہ سند سے ہمیشہ رہتی اور نہ شرعی حرمت ہے۔ چنانچہ
 سند تو ممانعت بھی حرام ہوتی و مذہب غلبہ پر اب بھی مخالف نہ ہے کہ ناموں و رسموں

کے نزدیک نماز حلال ہے اور اس ویسی کتب کے نماز ہونے میں کسی کو شک نہیں تو
اب کا شمس فی البقیۃ النماز حلال و روشن ہو گیا کہ یہ ویسی کتاب ہے غنیمۃ اللہ علیہ کے مذہب
میں حلال ہے بلا کذب و بہتان و یہی مطلوب ہے۔

بِذَا مَا عِنْدِي وَثَقْتُ عِلْمًا بِالنَّوَابِ

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الاحد ابو محمد احمد الجکوالی مولیٰ اللہ ہو ری منتر لا

غزائیکہ نماز بین المہم والعیف است
حکمش ہمین است کہ در جواب مرقوم شدہ مایہ
علیہ عبارت نذیل۔
د نہ اور مدار دونوں کھانے والے کو سے ہر گز
یہی ہے جو۔ جو ب میں مرقوم ہوا جیسا کہ اس پر
عبارت ذیل درست کرتی ہے۔

بہریم سے مروی ہے:

فان کانوا یکرهون کل ذی شئب
من البطیر وما کل الجیف وبہ
ذخذ فان ما کل بیتہ والعداف
والغراب الا بقہ بیتہ بیتہ فان
الغراب مذری مذری یالتقہ
بحر من بحر ان کان
الغراب بیتہ بیتہ بیتہ بیتہ
ت ر د الغراب بحر من بحر من
ان یوسف ر مذیرہ و و و و
کہ انہوں نے فرمایا کہ فقہار کمرہ سچتے ہیں ہر اس
پسند سے کہ جو پتھروں سے ہو میں شرک رکھتے
وہ تو یہاں جو مدار کی ہے اسی مذہب کو ہم پہنچاتے
ہیں کیونکہ جو کتب مدار کہتے ہیں وہ غدف کی
نہایت ہے اور غراب البقیۃ بعد گندہ ہے اور
غراب مذری جو صرف دین چیتا ہے مباح ہے
اور اگر کوئی یہ کہتا ہو کہ وہ دروازہ دونوں کھاتا
ہو تو اس کے بارے میں ہم جو یوسف سے
مروی ہے کہ کمرہ ہے اور ہم جو یوسف سے

ضمیمہ

منقول از آسن الفتاویٰ کامل : جس ۵۲۸ تا ۵۳۹ :

سوال (۲۹۷) شکار پور سندھ کے علماء نے کوٹے کی حرمت پر ایک تحریر لکھی ہے جو ارسال خدمت ہے یہ تحریر چونکہ جمہور کے ملک کے خلاف ہے اسلئے اس سے متعلق اجماعت ممکنہ تحقیق فرما کر مکتوب فرمائیں اس تحریر کے سوال و جواب حسب ذیل ہیں۔

سوال غراب مکی حلال است یا حرام ؟ بیوا تو جہود۔
 جواب غراب مکی حرام است از جملہ فواسق و موزیات است۔ در حدیث شریف
 فی الموطا امام مالک۔

عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى
 الله عليه وسلم قال خمس من الدواب ليس علي
 المحرم في قتلها جناح الغراب والحلأه والعتوب
 والغارة والكلب العقور۔
 مؤخرہ دہلی ۱۳۰۲ھ

یہ تحریر کافی ایام تک بندہ کے پاس پڑی رہی مگر جواب کی فرصت نہ ملی۔ بالآخر
 دینیہ حاشیہ پر منقول آئندہ

وور جا شیعہ صحابی علی المرتضیٰ

قال البخاری اتفق اهل العلم على انه يجوز للمسلم
قتل هذه الاعيان ولا شيء عليه في قتلها
في الاسترام والحرم لان الحديث يشمل على اعيان
بعضها سباع وبعضها هوام وبعضها لا يدخل في
معنى السباع ولا في معنى جملة الهوام وانما هو
حيوان مستغث اللحم وتحريم الاكل لجميع
الكل وقالت الحنفية لاجزاء بقدر ما ورد في
الحديث وقاسوا عليه الذئب وقاروا في غيرهما من
الانعام والنمر والخنزير وجميع ما لا يؤكل لحمه
عليه الاجزاء بتمامها الا ان يستدب شيء فيدفعه
عن نفسه فيقتل فلا شيء عليه

و مسوی ص ۷۳ ، جلد اول

وفي البحر :

معنى الفسق فيمن مخشون وكثرة الظور فيمن -

بحر الرائق ص ۳۶ ، جلد ۱

و درایہ می آرد -

بقیہ جا شیعہ فرزند گزشتہ مولوی محمد تقی صاحب سید الشہ آصفی کے سپرد کی گئی چنانچہ انہوں نے
بجائے اللہ تعالیٰ ولیا ہو کافی و شافی جواب تحریر فرمایا جس کی امیر ان کی قابلیت کے قیاس پر
جواب کے واسطے جوگا۔ زائد ائمہ آصفی ثناء و ثناء و صلوات۔ سید شیعہ احمد عثمانی رحمہ

و المراد بالغراب الذي يا حنظل انجيف ويخلط لانه

يبطل في باراذي . بديع النور ۱۰۰

وفى بعض النسخ .

او يخلط في قتل عيار ثمانين البحر . نور النور ۱۰۰

او يخلط في حبيب بالنتجس منناه يا حنظل حبيب قارة

النتجس قارة هذا في النجاشية للسيد الشافعي على اربعين

فتلا عن ابن جرير عن مدائح . قال ابو يوسف

الغراب عند كور في السمك الذي يا حنظل الحبيب

او يخلط لان هذا النوع هو الذي يبتلى بالاذى

رأى النور في البحر ۱۰۰

در کتب کثیره کثرت قول وذا شئ بقتل الغراب في آرد

و المراد به الا بفتح الذي يا حنظل حبيب ويخلط في

مع انما صرحت انما اول . در کتب کثیره کثرت قول

و در کتب کثیره کثرت قول في نويسه .

و المراد به معنى او اذ لا حاجة به لنفسه لخلط في اكلها

راى اكل بما خالفه كما ذكره المحمدي . نور

و ثمانين كور و غراب را از غراب كه در هر يك شترين ذكر اسمي است ثمانين كور

يك غراب الزرع و كور حنظل كما في فاهمه الحبيب قارة هذا في نويسه

است . و در کتب کثیره کثرت قول في نويسه .

عن قال في الحبيب الشافعي . و في تصويره . و هو الغراب الصغير الذي

التيين شترين

و هو الذي يلتقط الحب ولا يأكل الجيف ولا يأكل

في القري والامصار

و در تعریف عشق می آرد -

هو ذات زحوا الحماقة طویل الذنب فيه بياض و

سواد وهو نوع من الغربان يتشاعم به و يمتشق

به ت يشبه العين والثقاف

پس این هم دو نوع طالع اند - و این عبارت که قفا بر کمر و کتاب .. مایه حل

و مایه حل .. همان دو نوع شراب است که در نوشته اند و در تفسیر این عبارت

و حل شراب النور .. الذي يأكل الحب .. و لا ريب

و يمتشق .. هو شراب يجمع بين اكل الجيف و الحب

و تفسیر - بعد - مع شامی ص ۳۰۰ ج ۲

ولا شك ان غراب ديارنا غير المتحقق و غير شراب

النوع فيكون داخل في الغراب عند كسور في الحديث

فيكون فاسقا و حراما كسائر نطائر و آنچه بعض فقهاء این شراب

مکلی احوال و النسبه و مسک گرفته با آنچه عبارات فقهاء واقع شده - و نوع یا اکل

الحب مرة و الاخرى حیلة غیر مکروه عند الامام الا انه

فانه يتوهم منه في بادی امرأى ان شراب المعروف في

ديارنا غیر مکروه عند الامام لانه يخلط بين الحب و النجاسة

و بقیه حاشیه غفر الله له .. یا کُل الحب توفي المجلد السادس ص ۳۰۰ و نحو شراب

اسود صغیر يقال له الزاغ وقد يكون محصر المنقار و الوجبین

فنتول ان الفقهاء المكرام حصروا هذا النوع في العقيق فقال
في العناية شرح الهداية -

ر اما الشراب الا بفتح واذا سود النوع ثلثة نوع يلتقط
الحب ولا ياكل الجفيف وليس بهكروود ونوع منه لا
ياكل الا الجفيف وهو الذي سماه المصنف في الا بفتح
الذي ياكل الجفيف وانه مكروود ونوع يخلط ياكل الحب
مرة والجفيف اخرها وهو يذكري في الكتاب و
هو غير مكروود عند الجب حنيفة مكروود عند
الجب حنيفة -
وعناية من الفتح من ١٢٥ ج ١

وفي الحاشية السعدية جليلي

ر اقول قال الزيلعي في شرح المحاكم من ١٢٥ ج ١
ونوع يخلط بينهما وهو ايضا ياكل عند في حنيفة
وهو العقيق كما في المنه وسياتي -

وفي الحاشية شرح الوقاية -

ر نوع يجمع بين الحب والجيف وهو حلال عند
الحنيفة وهو العقيق الذي يقال له بالفارسية
صكك -

وفي تكملة البحر للعلافة الطرطوسي في شرح قوله الا بفتح -
والشراب ثلثة انواع اح قوله ونوع يخلط بينهما و
هو ايضا ياكل عند الاهام وهو العقيق -

و بحر الرائق من ١٢٥ ج ١

این ظاهر شده که این نوع که جامع است در میان حب و جبنه و آن نزد انجم
حاصل است مخبر است و عشق و او موزنی نیست و آنچه در برایه و شش مکین آورده
و یکباره اذال آن است که او موزنی باشد و آن بر این است پس غراب که جان را شمر
در میان حب و جبنه و در حنف است سینه منف که او موزنی نیست و آن حسد
است مخبر است و عشق و حنف و یکبار او سینه است حرام است -

در تیسیر الفارسی شرح یک البخاری می آید فاسق بودن غراب از آنست که پشت
بجروح و دواب را و چشم شتر را می کند انقباضی بنه بانی سینه می شود و است که
در کافو که کی که و جبنی

یعنی قستیک غراب آواز در حیوانیکه پیشین دارد می لرزد و صدای آن دریا
ما بین غرابیه حروف است چنانچه در او صاف و همیشه او ظاهر است و در دشت
می آید تحت قوایه و لاشی بقتل غراب -

و ألا المتعق لاف الغراب دائما تقع على دبر الدابة

كما في غاية البيان :

از این عبارت و آنچه گفته دید که این غراب که در دیار ما است موزنی است پیش
دابه را می کند و در دبه دابه می افتد و چشم شتر را می کند حرام است و عشق غیر نیست
عشق را در سینه می دهم گویند - و آنکه با انصواب -

المیرزا فیض محمد
محمد حسن در مسه شریفه شکار

اما بکلامی مرصعین بالافعال المذکورة في الال

محمد فیض الله مهتم در مسه شریفه : عبدالقادر شافعی مدرس : الفیض محمد الشارح : مؤلف

عبدالحق : مولوی محمد مصطفیٰ : مولوی عبدالمالک : مولوی تاج محمد : مولوی مظفر
 سودو : مولوی عزیز اللہ : الفقیہ محمد عظیم : عبدالحق جتوئی : عبدالحکیم چشتی :
 محمد رفیع چشتی : امید علی حبیب آباد : محمد اسماعیل عودوی : الشکار فورمی : انا محمد
 عبدالحق : حبیب اللہ : محمد اللہ پورپٹانی : امیر محمد : غلام اللہ اللہ آبادی :
 مولوی محمد الودیع مدرسہ اشرفیہ : عبدالحق جتوئی -

العبادات والذوات المزينة سامکدین اردو و سنہ ۱۳۸۰
 جو پرندہ سبکی و مدد در نورانی حقیقہ و اسم کو اس کو نصیبیت پاکست
 بنیہ و نصیبیت جاتی ہے - انتہی -

عن هشام عن عروة عن أبيه أنه سئل عن كل غريب
 فقال ومن يا حنظل بعد ما سمعنا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فاستجاب يديا ان حديث العسوف خمس فواسق
 يقتل في الحل والحرم -

کتاب المخصص للاندلسی -

عن هشام عن ابن ديار، سئل بذلك انه مولع بالوقوع
 في الدبر حتى على ذيات ظهوره بل هو متعلق حاش
 هذا الغراب يتلجج جلالاً ولا نشي عتقة وشوید جن
 لغرب لا يدجن ولعقير يسرف كل شيء من
 الذر قسم والذنا نذر -

در نفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی مغلب
 من حیر وروی نفی عن کل خفصة ونهبة -

و غراب الذی یا کل الحب والزرع حلال بالاجماع -

(در بیان احوال و اشیاء عامه)

و مسائل است که در این مبحث درج شده است
از مباحثی که در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است

و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است
و این مبحث در این مبحث درج شده است

الجواب

تو ایہ بات مستحسنہ۔ ماضی محیب نے اُن کشتہ کے حرام ہونے پر اعتراض کیا ہے کہ یہ کشتہ ہرگز نہیں کشتہ کہ ہوا کی تسخیم حرام قرار دیتا ہے کہ وہ کشتہ
 دیکھو میں غلاموں کو اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔

۱۔ مستحسنہ ہرگز نہیں۔ وہ کہہ گا کہ غلاموں کی نسبت دیکھو میں لے جاتا ہوں۔
 عہد ہرگز نہیں لے جاتا ہوں۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 جہاں اس کے حرام ہونا کہہ گا۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 ہے اور اس پر کہہ گا کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 مستحسنہ کہہ جاتا ہے۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 ہے۔ ایک اور چیز موزوں ہے۔ اس کے قتل کیلئے سے جہاں کہہ گا۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 یہ ماضی محیب کہہ جاتا ہے۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔

موزوں کہہ کے حرام ہونے پر ماضی محیب نے دلیل پیش کی ہے کہ شہادہ و قیام
 صاحب نے مسودہ میں الکتاب کہہ گا کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔ ماضی محیب نے اس کی کشتہ میں لے جاتا ہوں۔
 ہے۔ اور جیسے فقہاء کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔

مذاہب کی احادیث و روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کشتہ میں لے جاتا ہوں۔

داخل ہے جو غلط کتابت تو مسوق کی اس عبارت سے اس کو کاحرام جو نہیں معلوم ہو گیا۔

علامہ کے طور پر استدلال ان مقدمات پر موقوف ہے۔

۱ : غلط کہنے والے کا وہ قسمیں ہیں۔ موقوفی۔ اور مقتدی جو موقوف نہیں۔

۲ : موقوفی کو جسے کوئی نہیں کہہ سکتا ہے مگر وہ چیز اور واجب نہیں۔ اور غیر موقوفی کے تحت

پر جزاء آتی ہے۔

۳ : مسوق کی عبارت میں ہے کہ تمام قوافل میں سے کون سے قوافل پر جزاء نہیں

آتی وہ حرام ہیں۔

اس استدلال کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا دار و مدار یہ ہے کہ ان مقدمات پر کس عبارت سے

لئے جہم ان میں سے ہر ایک مقدمہ پر بحث کریں گے۔

ان میں سے پہلا مقدمہ علی الانصاف صحیح نہیں کہیں کہ مقتدی صحیح ہے

کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔ صاحب ہدایہ کے قول : "فلم یجد

پہلا مقدمہ

بالغراب الذی یا کل الذی ف و یخلط لانه یبتدی بالاذی

لحقق فغیر مستثنی لانه لا یسمی غرابا ولا یبتدی بالاذی

کے تحت غور اعلیٰ الدین با برقی نے کی ہے۔

قیل فعلى هذا یكون فى قولہ فى یبتدی

بالاذی نظر لانه یقع على دبر الدابة۔

رعد علی دشن غنی جلد ۲ : ص ۲۰۰

اور مولانا عبدالحی صاحب نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ۔

انه دائما یقع على دبر الدابة۔ حاشیہ ہدایہ ج ۱ : ص ۲۰۲

اسی طرح علامہ زین الدین بن نجم نے بھی ہدایہ کی اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے

کتابت۔

فیه نظر لانہ دانشما یقع علی دبر الدابة کما فی غایۃ البیان

(بحر الرائق ص ۳۶ ج ۳)

اگرچہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیہ پر اور رد المحتار میں صاحب بحر کے اس اعتراض کو رو کیا ہے اور کتابت کہ "و أشار فی المصباح الی دفع مافی غایۃ البیان بان لا یفعل ذلک غالباً" لیکن اس سے بھی عقیدت کے اصلاً مؤذی نہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیوں کہ صاحب معراج نے غالباً "کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ خود علامہ شامی نے آگے چل کر کتابت۔

ثم رأیت فی الظاہیریۃ قال وفی العقیق روایتان

والظاہرانہ من الصیود قلت وبہ ظہران مافی الخدایۃ

هو ظاهر الروایۃ منہ علی البحر ص ۳۶ ج ۳

علامہ عثمانی نے بھی فتح الملجم میں تلخیص کا قول نقل کیا ہے۔ (ص ۲۳۱ ج ۲) جس سے معلوم ہوا کہ ایک مروج روایت عقیدت کے بارے میں بھی یہ ہے کہ اس کے قتل سے محرم پر ہزار نہیں، ظاہر ہے کہ اس روایت کی بنیاد یہ ہے کہ عقیدت مؤذی ہوتا ہے۔ کیوں کہ تنقیہ کے نزدیک کسی فواستق کے قتل پر ہزار نہ ہونے کی علت مشترکہ ایذا ہے جیسا کہ علامہ ابن رشد نے ہدایۃ المجتہد ص ۴۰ ج ۱ میں نقل فرمایا ہے۔ (دوسیاقی لغت) پس ثابت ہوا کہ عقیدت بھی کسی درجہ میں مؤذی ہے۔ اگر آپ کے قول کی بنا پر مؤذی کو ا حرام ہے تو عقیدت بھی حرام ہونا چاہئے۔ (و ذلک مختلف)

بہ حال مقدمہ اولی علی الإطلاق صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں بعض حضرات کی رائے

مختلف ہے۔ اور جو حضرات اسے مؤذی نہیں کہتے وہ بھی کبھی کبھی اس کی ایذا رسائی

کے قائل ہیں۔

مقدمہ ثانیہ

یہ مقدمہ راجح قول کی بنا پر صحیح سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ علامہ ابن کثیر نے اس سلسلہ میں تمام لوگوں میں متفقہ و بین اور اصول کے اعتبار سے کہ

وَأَطْلَقَ فِي الْغَرَابِ فَشَبَّهَ الْغَرَابَ بِالزَّوْجَةِ الشَّادَّةِ مُكَرَّرًا لِيُخَصِّصَ
شَبَّهَ عَلَيْهِ مَعْنَى زَوْجِ شَاوِيٍّ أَوْ مَوْلَا نَاعِمَتَانِي حَسَنَةً رَوَّكِيَا حَسَنَةً۔

دشائی ص ۳۰ ج ۲ و فتح الباری ص ۲۸۱ ج ۳

تیسرا مقدمہ

یہ مقدمہ ہرگز صحیح نہیں۔ اور اس کی عدم محبت مسوقی کی اصل عبارت دیکھتے ہی واضح ہو جاتی ہے۔ یہ اندر بہت افسوسناک

اور حیرت انگیز ہے کہ فاضل مجیب نے مستورین کی عبارت نقل کر کے یہ بیان قطع و برید سے کام لیا ہے۔ جو علماء کی شان سے اذہن انہید اور بہت گستاخانہ اور اذہب ہے۔ چنانچہ ذہن نے اس فعل کی تاویل تلاش کرنے میں بہت قلم بازیائیں کھائیں مگر کوئی راہ دکھائی نہ دی۔ ذرا مسوقی کی اصل عبارت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

قُلِ الْبَشَرِیُّ اتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ رِجْزًا لَمْ يَحْرَمَ قَتْلُ

هَذِهِ الْأَعْيَانِ الْمَذْكُورَةِ فِي الْخَبَرِ وَلَا شَيْءٌ عَلَيْهِ فِ

قَتْلِهَا وَقَاسَ شَأْنُهَا عَلَى مَا كَانَ لِحَيَوَانٍ لَا يُوَحِّدُ لِحَيَوَانٍ

فَقَالَ لَا فَدِيَّةَ عَلَى مَنْ قَتَلَهَا فِي الْأَمْرِ أَوْ فِي الْحَرْمِ أَوْ

أَوْ فِي مَوْضِعٍ يَشْتَمِلُ عَلَى أَعْيَانٍ بِمَنْزِلَةِ سَبَاعٍ غَارِيَّةٍ أَوْ

بَعْضِهَا مَوْتٌ وَبَعْضُهَا لَا يَدْخُلُ فِي مَعْنَى سَبَاعٍ وَلَا قَاتِلُ

مِنْ جَمْعِهِ مَوْتٌ وَفِيهَا مَوْتٌ وَفِيهَا مَوْتٌ وَفِيهَا مَوْتٌ

لِحَيَوَانٍ وَتَحْرِيْمُ الْقَتْلِ يَجْمَعُ الْقَتْلَ فِي الْأَعْيَانِ وَالْمَوَاتِ

لِحَيَوَانٍ لَا جَزَاءَ بِقَتْلِ مَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ وَفِي سَو

عليه الذئب وقالوا ائف غيرهما من الفهد والنمر
والخنزير وجميع مالا يؤكل ليعلم عليه التحنن
بقتلها لا ان يتدب به شيء منها فيدفعه عن
نفسه فيقتله ولا شيء عليه -

(مسودہ مع تعلیل، ص ۱۰۳، ج ۱، مسودہ فتاویٰ)

شکار شہید دیکھنے پر فاضل مجیب نے نقل نہیں فرمایا ہے جس سے یہ قیاس ہو تا ہے
کہ اگر قتل ہو گیا تو فاضل یجمع الادلہ کا حکم متفقہ دے دیا ہے۔ حالانکہ اہل
عبادت دیکھتے ہیں کہ ہر کس و ناکس سجدہ کتابت کہ یہ سب کچھ امام شافعی کے قیاس کے
مطابق ہیں ہو رہا ہے۔

ہم ذاتیات پر عمل کرنے کے عادی نہیں مگر اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یوں
تو ہر ملحد کافر نفس ہے کہ ہر وقت اپنی عاقبت کو سامنے رکھے لیکن فوطی جیسے نازک مقام
پر یہ فرض زیادہ موزن ہو جاتا ہے۔

اسی بزدلی کا مظاہرہ فوطی میں ایک اور جگہ بھی ہوا ہے کہ فاضل مجیب نے بکر کی
عبادت کا ایک ٹکڑا دو معنی الفسق فیہن خبیثین و کثرة الضرر فیہن
نقل فرمایا اور اس سے چند آگے صاحب برایہ کا مذکورہ بالا قول بھی۔ تاکہ صاحب بکر
ظاہر معذرتوں پر ہوں۔ حالانکہ یہ اتنی مضحکہ خیز اور افسوسناک حرکت ہے کہ ناکھتہ بہ کیونکہ
نور صاحب بکر کے ہوسے کہ وہ فاضل مجیب کے ایک مزمومہ کی ترجمہ ہو رہی ہے۔
صاحب بکر نے کہا ہے: و اطلق فی الضراب فشر فی الضراب بالی و غیرہ
مثلاً: اور اس کے آجہ صاحب برایہ پر بھی اعتراض کر دیا کہ انہی دانشا بقیہ علی

سے چند اشعار ذرا دیکھ لو: یہ کچھ جبر و اجبائیں ہیں اور یہ ہیں: شہید محمد علی مراد

الامر بقتله في الحرم وهي الخمس المنصوص عليها
غراب والحدأة والذرة والعقرب والكلب العقور
فمن قوما فهموا من الامر بالقتل بما مع النهي عن قتل
البهائم المباحة الاكل ان العلة في ذلك هو كونها
محرمات ، وهو مذهب الشافعي وقوما فهموا من
ذلك معنى التعمد لا معنى التحريم وهو مذهب
مالك واجب حنيفة وجمهور اصحابنا .

(بداية النجاة ، ص ۱۷۰ ج ۱)

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ حنفیہ کا یہ مذہب تحریر کیا گیا ہے کہ حدیث
میں مباح القتل فرمانے کی علت ابتداء بالاذنی ہے۔ اور اس حدیث سے کسی خاص شے
کی حرمت پر دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ تمام فقہاء کی عبارتوں سے بھی یہی
معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی خاص جانور کو قتل کرنے سے جواز واجب ہونے یا نہ ہونے
کے بارے میں ابتداء بالاذنی کو مدار کھڑاتے ہیں۔ کما فی المدایہ والہجر والعنایہ وغیرہا۔

۱۔ غالباً مسئلہ کو بھی اس سے انکار نہیں ، بلکہ وہ ہر موزی یا بالفاظ دیگر ہر مباح القتل کی
حرمت کا مدعی ہے مسئلہ کی دلیل بصورت شکل اول یوں ہوں گی۔ ہر مباح القتل موزی ہے
اور ہر موزی حرام ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر مباح القتل حرام ہے پس اس دلیل کا کبریٰ مسلم نہیں
اولا : اس لئے کہ فقہاء نے حرمت کے اصول میں ایذا کو ذکر نہیں کیا۔ وسیاتی ذکر احوال
حرمت الشیور ، فائزہ ۔ ثانیاً : اس لئے کہ کسی کوئی حکمت یہ فقہاء کی عبارت ہے کہ
اس کے آجی زیر ۔ ثانیاً : اس لئے کہ صاحب نہر اور بن عابدین وغیرہا نے صاحب کج
کے قول و بابت قتل غراب ۔ نواسہ الشاتہ پر رد کرتے وقت یہ وجہ

جبکہ یہ ثابت ہو گیا تو سائنس میں یہ ثابت بھی واضح ہو گئی کہ کوسسہ کے حصول یا محرم
 ہونے کے لئے جس کتاب میں بھی ذکر ہو گا اس کا صحیح مقام کتاب
 الزبائح کی وہ جگہ ہے جہاں شمار غراب کی انواع و اقسام پر بحث کر سکتے ہیں۔ یہی زیادہ
 قابل ہے کہ ایک سنا کہ اس کے صحیح مقام سے جتنا کہ دوسری غیر متعلق جگہ پر تلاش کی جا
 رہی ہے۔ سنا کہ کتاب الزبائح میں غراب کی عبارت واضح ہے۔ اور اس سے کوئی کوسسہ کی
 حالت ثابت ہوئی ہے۔

و اغراب الذی

یا مکمل العصب و

۱۱۔ مکمل العصب کا سانی تحریر فرماتے ہیں

الذی و العصب و نعو ما حلال بالاجماع۔ یہی وہ ہے جو
 ۱۲۔ شمس الایمان شمسیہ تحریر فرماتے ہیں۔

مخمس فرائض یقتضیٰ لمحرم فی العمل و المحرم
 و ذکر الغراب من جملة ما و المراد به ما یا مکمل العصب
 و اما غراب الذی یلتقط العصب فهو طیب مباح
 لانه غیر مستحب طبعاً و قد یألف الآدمی مکالمات
 فی و العصب سواء و لا بأس باحتلاله و قد کان
 الغراب یحبب یختلط فیما مکمل العصب قار و رجب قار و
 فقد روت عن ابی یوسف انه یسکر لانه یجمع
 فی المحرم للعسل و الحبوب المحرمات و عن ابی حنيفة

یہی نہیں کہ کہ اور یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اور متعلق کی حالت میں کوسسہ کی جگہ میں سے
 غیر متعلق ہو سکتا ہے۔ سنا کہ اس کا صحیح مقام ہے۔

انہ لا بأس باحتسابہ و نحو النسخ علی قیاس اللہ جاجہ
 فانہ لا بأس باحتسابہا و قد احتساب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم و من قد یخطئ ایضا و هذا لا بأس
 یا حیل الخبیف الخمد یثبت من المصراہ فیہ یحکون خبیثا
 عارضا و هذا لا یوجب فیما یخطئ

در مجموعہ تفسیر ص ۲۰۰ ج ۱

عالمگیری پرین قنادی قاضی زمان سے نقل کیا ہے۔

و عن ابی یوسف قال سألت ابا حنیفۃ عن الخلق
 فقال لا بأس بل فعلت ان یا حیل النجاسات فقال
 انہ یخطئ النجاسۃ بشی اخر شر یا حیل فکان
 الاصل عندہ ان ما یخطئ کانہ جاج لا بأس

در مجموعہ کتاب الذباہ ص ۲۹۰ ج ۱

غیر کشیدہ جملوں پر خصوصیت کے ساتھ غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ہر خطا
 کرنے والا کو احوال ہے۔

یاد رہے کہ فقہاء رحمہ اللہ نے غلط کرنے والے کو سزا کے بارے میں جو حکم دیا
 ہے وہ احوال ہے۔ اسی کو پھر محققین کے ساتھ تصور کر دیا ہے۔ سو اس کی بناء پر جو چیزیں
 کوئی شخص اس کی ذیل پر پیش کی گئی ہے کہ فقہاء غلط کرنے والے کو سزا کے لئے بتا کر اس کے
 لئے دیکھتے ہیں وہو الخلق

اور یہ دلیل پختہ و قاطعہ ہے۔

۱۔ وہو الخلق کے الفاظ حسب کے ہم کرتے نہیں۔ اگر تصور کرتے ہیں تو
 احوال سے کہہ سکتے ہیں۔ ہذا سورج معدوم نہ ہو سکتا۔ کیونکہ علمتہ و نہایت
 کا حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء نے یہاں نہیں کیا۔ کہ آخر میں الخلق کی تفسیر کی گئی کہ

کردی ہو۔ جیسے کہ عنایہ، مبسوط اور بدائع وغیرہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ قید اتفاق سے
استرازی نہیں۔

۱۲ اس کے برخلاف مبسوط، بدائع اور عالمگیریہ کی عبارات عتق اور غیر عتق
میں تفصیل نہ ہونے پر واضح ہیں۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خلط کرنے والا کو احوال
ہے۔ خواہ عتق ہو یا نہ ہو۔

۱۳ دراصل عتق کے کوا جوئے میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے غراب
میں داخل مانتے ہیں اور بعض نہیں۔ جیسا اویس معلوف ایوینی نے اپنی لغت کی مشہور
کتاب میں لکھا ہے۔ العتق طائر علی شکل الغراب او هو الغراب۔

(منجد: ص ۵۴۴)

چنانچہ صاحب ہدایہ کے نزدیک عتق غراب نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

اما العتق غیر مستثنیٰ لانه لا یستثنیٰ عن غراب۔ یہ مجتہدانی: ص ۵۴۴ ج ۱

اور دوسرے بعض فقہاء کی عبارات سے اس کا غراب معلوم ہوتا ہے۔ تو
اب جن لوگوں نے عتق کو غراب میں داخل نہیں مانا وہ حضرات عرب کی انواع بیان کر
کے گزر جاتے ہیں۔ اور وہ العتق نہیں کہتے۔ بلکہ یا تو عرب سے اس کا ذکر
ہی نہیں کرتے یا وکذا العتق وغیرہ کہتے ہیں۔ اور جنہوں نے عتق کو غراب
میں شامل کیا ان حضرات نے خلط کرنے والے کو سے کا نام ہی عتق رکھ دیا۔ اس لئے اس
سلسلہ میں فقہاء کی عبارتوں میں کچھ تفاوت نظر آتا ہے۔

یعنی خلط کرنے والے کو سے کو عتق سے جدا کرنا مستثنیٰ طور پر ذکر کرنا
ضروری ہے کہ حالت کا حکم عتق کے ساتھ شخصوں میں کچھ عتق کے علاوہ دوسرے کو بھی
جو خلط کرتا ہے۔ حلال ہے۔ شہد احمد غفری عنہ۔

بہر کیف معلوم ہو گیا کہ وہو العقق کئے سے خطا کرتے والی نوع کا نمبر
مقرر نہیں کیا گیا۔

عبارات المزیدة کا جواب :

نورانی کے آخر میں جو "تہارت منیرہ" پیش کی گئی ہے اس میں سے کتاب
الغنی کا نام لے کر جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ مندرجہ بالا بحث کے بعد قابل اعتناء نہیں
ہوتی کہ نہ لغوی۔ البتہ چند روایات اس کے لئے کہ بعد از غنی پر ایک جو تفسیر فرمائی ہے
وہ بڑی عجیب ہے کہ البتہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک خطا کرنے والا اور ایک صرف بھلاست
کرنے والا۔ کہوں کہ تمہیں اختلاف ہے۔

والمراد بالفراب لا يقع الذی یا حکل الحیف او یخلف

مکذوف المدایہ۔ تبیین الخلق : ص ۳۰ ج ۲

اور پھر وہی دلیل پیش کی کہ البتہ حرام ہے۔ چونکہ حدیث میں فرمایا ہے کہ البتہ
بر عتق فرماتے ہیں۔ ومن یا حکہ بعد ما سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاستقا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ "البتہ" لغت اس کو کہہ جاتا ہے کہ جس میں سیاہی
و سفیدی دونوں موجود ہوں لہذا اس کا اطلاق کدوؤں کی قینوں قسموں پر ہو جاتا ہے۔ صرف
واحد رنگ والے کو بھی البتہ کہہ سکتے ہیں خطا کرنے والے کو بھی۔ اور اگر
کہ اس میں سیاہی نہ ہو تو اس کا غراب الزرع کی تشریح کرتے ہوئے

قال فی العنایت واما الفراب الاسود والا يقع فهو

نوع ثلثة نوع یلتقط الحب ولا یا حکل الحیف الخ

دغایہ مع الفتح : ص ۶۲ ج ۲

اس کی کوئی معتد بہ حیثیت نہیں رہتی جب کہ اس کے خلاف خود غلطی برقی میں سے
صریح انش ہو چوہ دست۔

خلاصہ کلام | یہ سب کہ فاضل مسئلہ اس مسئلہ قائم شدہ کی بنیاد کتاب کی
کی عبادت کو بنایا ہے۔ حالانکہ یہ بنیاد کی اصل سے زیادہ
حرم یا حالت حرم میں قتل کی اجازت کی بحث اور اس سے۔ لہذا صریح بدعت
و شذوذ و یمناد میں مسائل منتخب لفظ و حرمت کی بحث و خلاصہ
بکثرت کو سبکی حرمت و علت کہ وہاں طریقت صرف نہایت کمال حاصل کرنا ہے
صریح بدعت و یمناد میں مسائل منتخب لفظ و حرمت کی بحث و خلاصہ
کوئی حکر لگا دینا کسی طرح سے صحیح نہیں ہو سکتا۔

بلکہ کوئی حالت و حرمت کا فیصلہ معلوم کرنے کے لئے کتاب مذہب کی وہ
جگہ دیکھنی چاہیے جہاں فقہار نے اس مسئلہ کا ذکر کر کے مختلف اقوال و مذہب اور ان کے
احکام ذکر فرمائے ہیں۔ اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلط کرنے والا کوا حلال ہے
نواہ وہ مؤذی ہو یا نہ ہو۔ اور یہی فیصلہ ہمارے اگا بر شذوذ و حرمت مولانا کشمیری وغیرہ
سے منقول ہے۔

بڑا ماہر الی بعد تحقیق و فوق کل ذوق عظیم
استقر محمد تقی عثمانی غفر اللہ عنہ : نورین الاول
دارالعلوم کراچی نمبر ۲۰ =

نہرا و نصایا . الما بعد !

قر فی الحنايۃ واما الخراب الا سود والا بقیع فهو انواع
ثلاثۃ . نوع یلتقط الحب ولا یاکل الحبیف و لیس بمکروہ
و نوع منہ لا یاکل الا الحبیف و هو الذی سمرہ المصنف
الذی بقیع الذی یاکل الحبیف و انہ مکروہ و نوع یخلط
یاکل الحب سمرۃ و الحبیف اخری و لعل یدک و فی
مکتب و هو غیر مکروہ و عندہ الحب حلیفہ مکروہ
عندہ الحب یوسف .

نوع منہ لا یاکل الا الحبیف . اور اس کی تفسیر . و هو الذی سمرہ
سما بقیع ہوا کہ وہ بقیع ہوا و البقیع ہوا کہ وہ بقیع ہوا . نوع یخلط
و لعل یدک و فی الکتاب سے منکر ہوا کہ ہر خطہ کر کے دیکھ کر اس
سے اس کے تفسیر کی کوئی تفسیر نہیں . یہ عبارت نہ صرف یہ کہ تفسیر کی تفسیر ہے کہ
سے بکرہ سے تفسیر پر مبنی ہے . اس کے کہ تفسیر کا ذکر تو ہوا ہے اس میں موقوف پر مبنی ہے
نہیں و لعل یدک و فی الکتاب نص میں ہے کہ نوع یخلط و لعل یدک و فی
اس سے اس کے عبارت سے بھی یہ ثابت کیا جا چکا ہے . مکر و مکروہ و سمرہ سمرہ
سے بھی غراب الی کی حالت کی تفسیر فرمائی ہے .

ما حکم خرب الخراب الذی یطیر فی الامصار و القرى و
یخلط بین النقاط لحب و العذرات و ما حکم سورہ
انراہ . الظاهر ان الخراب الا بقیع الذی فی سواد و
بیاض و هو مکروہ عند اصحابین و غیر مکروہ عند
الامام ما فی السراجیۃ و الا بقیع الا سود ان کان یخلط
(و شیعہ بر سر آئندہ)

پس یہ گواہوں ان سستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ محقق نہ ہو تو بھی اس کی
حالت میں شبہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب وہ بھی غلط کرتا ہے اور نہایت
وغلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حالت میں بھی مثل محقق کے معلوم
ہوگئی۔ خواہ اس کو محقق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔ فقط واللہ اعلم
رشیہ احمد لنگوہی عفی عنہ۔

عبارت مذکورہ کے حاشیہ پر بحث۔ یہ سب مخالفین کا اس مسئلہ پر غوغا لیا وہ ہوا تو متر
سے لاف عمار کی ہوا جیسے رسالہ بنام فصل الخطاب شائع کیا۔ نیز ایک عادی کے علم سے
مترین سے اس کی حالت کے فخر لیا۔

در بابہ علت ضرب النکاحات

بسم اللہ و الحمد ، رب اهدنی صراطاً مستقیماً ، صراطک الذی
حلال لمن غیر حر الہیۃ عند الناس حنیفۃ ، و هو الاصل
و هو المسنی بالمحقق بتصریح فقہائنا رحمہم اللہ ، و
صاحب من غنی بحلالہ و جواز امکانه و کیف یلام الخلفی
علی التکلی ما ہو حلال عند ما مد من غنی کو الہیۃ
و الاصل فی حل الخراب و حرمتہ عندہ و کونہ و الخلف
لا بصورتہ و لونه کما یدل علیہ تصریحات فقہائنا
فی غالب معتبرات ، لہذا جب کہا فی البحر فی حق و الدرع
و الحایہ و غیرہا و غیرہما معہ ہر موز شمار باند
و الاصل من لای شاکہ فی حیث و احب جمیعہا من و لہ
متر و قد ذکرہ و لہ ہر فہم صریح بہ علیہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مَنْ حَسَّنَ إِسْلَامَ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَحْنِيهِ
مَنْ حَسَّنَ إِسْلَامَ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَحْنِيهِ

ترجمہ: اگر کسی نے اپنے اسلام کو بہتر بنایا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا جس سے اس کا دل نہیں

دشمن نہ ہو گا۔

(فتاویٰ رضویہ: ج ۱۹ : ص ۴۰)

خیر الحوائج

ایصال الثواب

از رشاد علیہ السلام

حضرت مولانا خیر محمد صاحب دینی سائنس بورڈ، مدرسہ خیر المدارس، ملتان

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۱۔ بی شاداب کالونی، تمیم نظامی روڈ، لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ”اخبار المنيہ“ کیلئے انوالہ ضمیمہ
توجہ انوالہ مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۹ کالم نمبر ۳ میں بحوالہ الفقیہ مندرجہ ذیل سے
حدیث سے جو فائتہ علی الطعام و سوفمہ و وج کے جواز پر استدلال پیش کیا گیا ہے یہ استدلال
صحیح ہے یا غلط اور بقاعدہ محدثین یہ حدیث معتبر ہے یا غیر معتبر۔ بینوا توجہ روا۔ اخبار
المنیہ کی عبارت بصورت سوال و جواب منظر ہایہ ہے۔

سوال ۱۔ کھانا سامنے رکھ کر فائتہ دینے کا ثبوت حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں۔ اگر
ہے تو کس طرح ثبوت کریں ؟

۲۔ فائتہ کی چیز کھانا جائز ہے یا ناجائز و حرام ؟
کھانا یا شہینہ کو سامنے رکھ کر فائتہ دینا جائز ہے یہ مسئلہ حدیث شریف سے
جواب ۱۔ ثابت ہے اور خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔

۳۔ بزرگوں کے فائتہ کی چیز کھانا جائز و درست ہے اور مذکورہ بالا دونوں
سوالوں کے جوابات کے لئے مندرجہ ذیل حدیث شریف کافی و وافی ہے۔

ترجمہ : علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ جو
اکابر علماء احناف میں ممتاز شخصیت کے رکھنے
والے گزرے ہیں۔ وہ اپنے فتاویٰ اور جہت
میں مذکورہ حدیث کو نقل فرماتے ہیں جس کا
ترجمہ یہ ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

وفی فتاویٰ الازہدی لملا
علی قاری الحنفی و کتاب یوم
تالت من وفات ابراہیم ابن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء
ابو ذر عند انبی صلی اللہ علیہ

وسلم بتمرۃ یا بستہ ولبن فیہ
 خبز من شعیر فوضہا عند
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقراء
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فثاقہ وسورۃ الاخلاص
 ثلاث مرات ۱ ان قل ۲ رفع
 ید یدہ للہ عاء و مسحہ بوجہہ
 فاحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ابا ذر ان یقسمہا بین
 الناس وایضا قال النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم وحببت ثواب هذه
 لابنی ابراہیم۔

کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کے
 انتقال کا تیسرا روز تھا کہ حضرت ابو ذر رضی
 اللہ عنہ حضور کے پاس خشک خرما اور ایک
 پیالہ میں دودھ اور بچہ کی روٹی لے کر آئے
 اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ مگر دونوں کو
 اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور
 مرتبہ قل جو اللہ پڑھا۔ اس کے بعد دونوں کو
 دست مبارک کو دعا کے لئے اٹھایا اور چہرہ
 مبارک پر پھیرا۔ اس کے بعد حضرت ابو ذر رضی
 اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں
 کے درمیان تقسیم کر دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے وقت میں یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب
 میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخشا۔

اس حدیث شریف سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱ : خود حضور کے فعل سے فاتحہ کا ثبوت۔

۲ : سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔

۳ : سووم کے روز فاتحہ دینا اور اچھا ثواب کرنا۔

۴ : قرآن شریف کی بعض سورۃ کا کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا۔

۵ : سورۃ قدر شریف پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دینا۔

۶ : دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا۔

۷ : بٹھنے کا طریقہ۔

۱ : حضرت سید در میان فاتحہ کی چیز کو تقسیم کرنا وغیرہ ایک۔

اس حدیث کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ہدایۃ القاری میں لکھتے ہیں

تہذیب باب نمبر ۴۸ و ۴۹ میں لکھا ہے۔ (الفتاویٰ)

المستحق

دار و قریب ولی احمد پشاور مولانا سید محمد

ابواب التوبہ

سورۃ النور آیت ۲۱۔ فَاَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَاعْبُدْهُ وَاصْلِحْ شَأْنَكَ

وَأَمَّا بَعْدُ فَاَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ يَأْخُذُ بِالْعَهْدِ إِذَا عَاهدَ نَجْدًا

بعد از توبہ و عبادت کہ پیش از ایمانی توبہ تفسیر میں خوب غرض کیا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ سے

برادری اور ہم کو غفر و قہر سے بچا کر باخوف و خاشع کر دیتا ہے۔ سنت کی توفیق عنایت

فرماتا ہے۔ آمین۔

عبادت الہی سے عینیت کو الہیاتی ثواب بالفاق ائمہ مجتہدین درست ہے

احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ اسی طرح تلووت قرآن مجید بھی ثواب

بخاتا ہے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور امام احمد بن حنبلہ کے نزدیک ہزار

درست ہے۔ فَلَا تَبْ أَيْ حَنِيفًا ۖ وَاعْبُدْهُ وَاصْلِحْ شَأْنَكَ ۚ

الکتاب۔ (یعنی شدت بخاشع و خاشع)

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد کے نزدیک عینیت کو تلووت قرآن کا ثواب پہنچتا

ہے۔ مگر کھانا سناٹے رکھ کر تلووت قرآن کے ثواب کا عمل الہام کرنا۔ اور ایسی ہی ثواب

کے لئے سونام اور چم وغیرہ الہام کو منحصر کر لینا یہ رسم منور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور غیر انہوں

کے طریقہ کے خلاف ہے۔ اس مقدس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لئے اس کو ترک کر کے بہتر یہ ہے کہ جب موقع ملا کر اسے تلاوت قرآن سے خود بخود اپنا اعزاز و اقارب یا بزرگان دین کی امداد کو ایصالِ ثواب کر دیا جائے۔ اور حسبِ توفیق ایصالِ ثواب کی نیت سے غبار و مساکین کی امداد مانی بھی کر دی جائے۔ کسی پر نیکی ہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ معاملہ یہاں تک اللہ تعالیٰ اور بندہ ہی کے درمیان مخصوص ہے تو حق و رجبہ الفریس کی بدولت مزید ثواب کی توقع ہے۔ مجموعہ افتاد سے جلد سوئم صفحہ ۶۸ میں علامہ عبدالحق لکھنوی: شتم مروجہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”این طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ کہ شہود لہما باخیر اند منتقول نہ شدہ“
اور اسی صفحہ میں سوئم وغیرہ کی نسبت شیخ عبدالحق صاحب: محدث دہلوی کا قول شریعت سفر السعادت سے نقل فرماتے ہیں۔

”و شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی: در شرح سفر السعادت میفرماید وعادت نہ بود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند و قرآن نہ خوانند و نجات نہ خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آن و این مجموعہ بدعت است و مکروہ القسم لغزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما این اجتناب مخصوص روز سوئم و از کتاب تکالیف دیگر و صرف اموال سے و صیبت از حق یتامی بدعت است و حرام۔ انتہی۔“

حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

دوسرا مقدمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا

سورۃ حجرات: ۱۲

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تم کو بات بتلا دے تو خوب تحقیق کرو۔

وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِّنكُمْ - (سورة صدق: پارہ ۳۸)

یہ اور اپنے میں سے دو عادلوں، دین داروں، کو گواہ بناؤ۔

شیخ المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم مجھ پر جھوٹ مت بولو اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا تكذبوا علي فانه من يكذب

علي يلبس النار - (صحیح مسلم ص ۸)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

كفى بالمرء كذبا ان يحدث

بكل ما سمع - (صحیح مسلم ص ۸)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی کا (بڑا حقیق) برائی سنائی بات بیان کر دینا یا شائع کر دینا، اس کے جھوٹا ہونے کی کافی دلیل ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

علم حدیث دین ہے لہذا غور کیا کرو کہ کس قسم کے لوگوں سے اپنا دین حاصل کیا کرتے ہو۔

یعنی حضرت محمد بن سیرین مابین فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ حدیث کی سند دریافت نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب دعوت کی فتنہ برپا ہوا تو حضرات صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ راویوں کے نام بیان کرو تاکہ غور کر کے دیکھا جائے کہ راوی اہل سنت و جماعت ہیں یا نہیں۔

قال ابن سيرين هذا العلم دين فانظروا

عن من تاخذون دينكم -

(صحیح مسلم ص ۸)

عن ابن سيرين قال لم يكونوا

يسألون عن الاسناد فلما

وقعت الفتنة قالوا استواسنا رجالا

فینظر فی من لسنہ فیوخذ

حدیثہ وینظر الخ اهل

لسان فلا یؤخذ حدیثہم الخ (صحیح مسلم ص ۸)

کیونکہ اہل سنت و اجماع راوی کی حدیث کو صحابہ و تابعین کے نزدیک معتبر و قابل عمل سمجھتے تھے۔ اور بدعتی راوی کی حدیث کو غیر معتبر و واجب التکرار۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث سے امور ذیل مستفاد ہوتے۔

۱ : حدیث پر عمل کرنے سے قبل یہ جان لینا چاہیے کہ اس کی سند کیا ہے اور اس کے راوی کیسے ہیں۔

۲ : حدیث و احادیث معتبرہ جس کی سند میں راوی عادل و دیندار ہوں۔ جیسے شریعت میں شہادت دینی معتبر ہے جس کے شاہدین دیانت و عداوت ہوں۔

۳ : فاسق آدمی (بدعین) کی کوئی حدیث یا روایت قابل اعتبار نہیں تا وقتیکہ اس کی پوری تحقیق نہ کر لی جاسکے۔

۴ : سب سے تحقیق حدیث کو محض سند سے نہ بلکہ سند بیان کرتے ہوئے یا شائع کرتے ہوئے راوی کی نشانی سے۔

۵ : جو سند کسی بدعتی حدیث کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا سنت کرنا کبیرہ و ذنوب جہنم کا باعث ہے۔

۶ : بدعتی آدمی کی حدیث قابل عمل و لائق اعتبار نہیں۔

اس تمہید کے بعد اجمالاً جواب میں گزارش ہے کہ مسئلہ کی عبارت
اجماعی جواب
 مندرجہ ذیل۔

یہ مسئلہ حدیث شریفہ سے ثابت ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے

جوابات کے لئے مندرجہ حدیث شریفہ کافی و کافی ہے :

یہ ایک دعویٰ ہے کہ واقعہ مذکورہ حدیث شریفہ سے اور ظاہر ہے کہ کوئی دعویٰ

قابل مواضع نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اس کی صحیح دلیل نہ بیان کی جاسکے۔ لہذا ہم باوجود اس کے کہتے ہیں۔

۱ : وہ کتب حدیث ہیں جو حدیثیں باسناد بیان کی گئی ہیں ان میں سے کس کتاب کے اندر یہ حدیثیں موجود ہیں۔ بکوالہ عظمیٰ و سطر اور بقیہ مطبوعات پیش کی جاوے۔

۲ : اور اس حدیث کی کس سند کیا ہے اس میں جتنے راویوں میں سب کے نام ظاہر ہوئے ہوں اور اگر سب راویوں کے نام نہ ہوں تو کتب اسرار الرجال سے درج کر سنے کی تحقیق کو ادا فرمائی جاوے تو مزید احسان ہوگا۔

۳ : اگر آپ کو سند نہ مل سکے تو کم از کم کتب معتبرہ میں ثابت کر دیا جائے کہ کس مشہور محدث سند اس کو صحیح کہات۔

۴ : اگر اس تمام باتوں کا جواب نفی میں ہو تو آپ ہی اضافی کیے کہ یہ حدیث صحیح نہ ہے کے خلاف کہنے کا گناہ کس پر ہوگا۔ اور اس پر عمل کر سنے والے کس پر دلائل کے ساتھ ہونے چاہتے۔

تفسیر جواب | اس اہل کی تفسیر کن جہالت کی صورت میں ہوئی کہ جانتی ہے۔

جواب اول : تھوڑی اور چند ہی دلائل قاری کی تصانیف میں کتب

کتاب نہیں۔ یہ نسبت غلط ہے۔ کتب تو مطبوعات پیش کیا جاوے۔

جواب دوم : دینی قاری رحمتہ اللہ علیہ میت کے گھر میں تھی

نکاح و میت کا کھانا تیار کرنے اور اس کے گھر کے کوٹھروں و منبر و قرار دیتے ہیں۔

دیکھو : یہ بات شریعت منکرہ : مولانا دینی قاری ہیں۔

یعنی لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے اہل

میت کا کھانا پکانا مکروہ ہے۔ بکری بھڑ

جمہور یعنی اللہ عنہ کے سفیر بھی مٹا ہوا

ہوتا ہے کہ ہم ایسے کسانے کو نوسترے کے

برابر شمار کیا کرتے تھے۔ اس سے ظاہر

و اصطلاح اہل میت نہ لاجل

اجتماع الناس عنیہ بدعتہ مکروہہ

بل صلیح من جویہ و حتی اللہ عنہ

کنہ عنہ من النیاحۃ و هو ظاہر

فہم صلیح قال الفخام و

یکرہ الاکل منه -

معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کھانا حرام ہے اور
امام غزالی : اس کا کھانا مکروہ فرماتے ہیں۔

اور ملائی قاری : اپنی کتاب "شرح نقایہ" صفحہ ۱۴۱ میں لکھتے ہیں۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من

یعنی اہل میت کے گھر میں ضیافت کا کھانا

اہل المیت لاند مشروع فی

مکروہ ہے۔ اس سے کہ ضیافت نہ ہو

مکروہ الا فی صدہ وہی بدعہ

مکروہ ہے سب سے گھر میں نہیں ہوتا۔ اور

مستحبہ -

ضیافت بدعت سیئہ ہے۔

یعنی قاری صاحب کے مذکورہ بالا اقوال سے بھی عدم ہوا کہ اگر وہ از حدیث

حدیث کے جواز کی نسبت اہل قاری صاحب کی طرف سے جو ہے پر نظر ہے۔

جواب سو فی : میں نے نظر اور چند ہی سکھایا اور وہ کے بعد جو

یعنی اہل میت کی وفات کے بعد جس وقت کہ حدیث روایت کی گئی ہے یہ وضوح میں کہ

ہے۔ کتب حدیث میں اس کا پتہ و نشان نہیں پایا جاتا۔

مولانا عبدالحی کھنوی : اپنی کتاب "مجموعہ الفتاویٰ" ص ۱۰۰ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

کہ کتاب اور چند ہی از تصانیف قاری : اس سے روایت مذکور ہے

معتبر ہے۔ بلکہ موقوف و ہاں بران اختتام شاید کہ کتب حدیث نشان

نہ پھر روایت یافتہ نہ شود۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی : کی بدینہ ترین میں بھی یہ تصنیف ہے روایت

جسے ممکن ہے کہ اس کے کتب کے ساتھ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب : جو نہ سنا

تجارت و رقم نمونہ ۱۱۱ میں لکھتے ہیں۔

یہ تصنیف جو ہے کہ کتاب ہے یعنی کتب معتبرہ میں اس کا شمار نہیں

مخلیص : ان میں شمار نہیں ہوگا۔ جو بہت دور کی روایت ہے۔

جس حدیث کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ موضوع ہے۔ لہذا جو شخص اس غلط فہمونی کا مؤید اس پر مندرجہ ذیل امور کا جواب معقول اور مذہب طرغیہ سے دینا واجب ہے۔

۱ : فتاویٰ اور جہد می مطبوعہ کا وجود دکھلایا جاوے۔

۲ : علامہ ملا علی قاری صاحب کی تصنیفات کی فہرست میں بحوالہ معتبرہ فتاویٰ اور جہد کو دکھلایا جاوے۔

۳ : یہ حدیث با سند حدیث کی کس حدیث کتاب میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ وہ سزا دے جس کی سزا ہے۔

۴ : اس حدیث کی سند میں جتنے راوی ہوں پورے سند پر سنا ہر کے ہاویں

۵ : ہر راوی کے حالات کتب پر پورے مدار الرجال سے بڑا کتب پر پورے ہاویں۔

۶ : اگر سند مل سکے تو کوئی ذکر میں نہ کے صحیح ہو سکے کی تصدیق کتب مشہور سے یا حدیث

امام ابو حنیفہ یا صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ سے دکھلانی جاوے۔

نکستہ مذکور کے ہاویں کہ وہ جہد میں جہد میں ہاویں

کو حدیث و ضابطہ مذکور کا صحیح جواب نہ ہو سکے تو جہد سے فریب ہو کر چھوڑ کر دینی

اختیار کریں اور اتباع سنت پر پابند ہو جائیں و امانی اور سعادت مند کی ہوتے ہیں۔

حکمت

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ

بندہ ذیل پر جو حدیثیں مشہور ہیں وہ سب درجہ اولیٰ

شیر علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حدیثیں درجہ اولیٰ

۱ : انہی جواب صحیح و صحیح و صحیح

۲ : انہی جواب صحیح و صحیح و صحیح

۳ : انہی جواب صحیح و صحیح و صحیح

۴ : انہی جواب صحیح و صحیح و صحیح

۵ : انہی جواب صحیح و صحیح و صحیح

۶ : انہی جواب صحیح و صحیح و صحیح

اور اس کا اعلیٰ قاری۔ کی تصنیف ہونا بتی ثابت کرے۔ بخلاف تو کہاں کہ اس روایت
 اگر کسی معتبر کتاب میں دیکھا جاسکے۔ نعوذ باللہ من شرم انفسہ الخ
 اشدنا لعلنا نعتب و نؤمنی۔

مولا علیؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص کوئی۔ کہ جو وہی کتاب ہے۔

۳ : عجیب عجیب

کتابہ اویسی کا قاری کی طرف منسوب کرنا تو غیر درست ہے۔ اگر وہی ہے
 تو ایک اعلیٰ قاری کی تصانیف میں سے ہے۔ اساتذہ مجتہدہ پریش کیا ہوا ہے۔ اور یہ روایت
 میرزا نور علی سے۔ کتب سنائی و دیگر کسی دوسری معتبر کتاب میں اس کا ذکر و بیان نہیں کیا
 وہی کتاب ہے لیکن وہی کو چھوڑ دے۔ ورنہ سنت و حدیث میں پیش آپ کو وہی کتاب ہے
 من قال دنا اقل فلیس من متقدمین النار۔

مولا علیؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص کوئی۔ کہ جو وہی کتاب ہے۔

۴ : عجیب عجیب

۳ : جواب درست ہے

مفتی اولیٰ علیہ السلام نے فتوہ کی بنا پر جس حدیث پر کتاب کی ہے اس کی کوئی حدیث ثابت
 نہیں ہے۔ اور کتاب اور سند میں اس سے اعلیٰ قاری کی روایت نقل کی ہے ایک نسخہ نام ہے
 جس کی حدیث اعلیٰ قاری کی تصانیف میں سے ہے۔

انجمن کی مطبوعہ اور زیر طبع کتب

- ۱ : مقام احمدیہ : حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور علماء دیوبند بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ کے اشعار برثریہ بریلوی اعتراضات کا مسکت دندان شکن جواب۔
- ۲ : بریلوی فتوے : ان بریلوی فتاویٰ کا مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک مسلمان رہنما پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ سپاس نامہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو بریلویوں نے ایک ظالم رسوا زمانہ انگریز گورنر کو پیش کیا تھا۔ موصوفی نامہ پیر ولایت شاہ - قیمت ۵/۵
- ۳ : الدلائل القاہرہ : مسلم لیگ کے خلاف بریلویوں کا وہ فتویٰ جس میں شاہ احمد نورانی کے والد عبد العظیم صدیقی میرٹھی اور بریلویوں کے صدالافاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی سمیت ۸۰ رضا خانی علماء کے دستخط ہیں۔ قیمت ڈھائی روپے
- ۴ : مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اول : مولانا تفسیٰ حسن صاحب چاندپوریؒ کے رد رضا خانیت میں آٹھ رسالوں کا مجموعہ جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز ایک انتہائی دقیق مقدمہ بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ قیمت ۲۵/۰
- ۵ : فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب : مجموعہ فتاویٰ علماء ہند مسئلہ غراب پر آخری اور فیصلہ کن کتاب۔ قیمت ۳۸/۰
- ۶ : قاصدۃ الظہر فی بلند شہر : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ و دیگر علماء دیوبند کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خان صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد۔ قیمت ۳/۰

۷ : آئینہ بریلویت : خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رضا خانیوں کے

عقائد کا ایک چونکا دینے والا مختصر جائزہ - قیمت فی سیکڑہ ۲۵/۰

۸ : مجموعہ سائل چاند پوری جلد دوم : از مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری (زیر طبع)

۹ : الشہاب الثاقب : اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ تین اور

اہم کتابیں بھی شامل ہیں - نیز پروفیسر محمد مسعود صاحب کے

شہاب ثاقب پر اعتراضات کے جوابات بھی بطور مقدمہ

شامل اشاعت ہیں - (زیر طبع)

۱۰ : تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار : جس میں ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا

گیا ہے کہ بریلویوں نے نہ صرف یہ کہ تحریک پاکستان کی

مخالفت کی تھی بلکہ اسے ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی -

(زیر طبع)

۱۱ : اصلی وصایا شریف : از احمد رضا خان صاحب : غیر محرف اور اصلی

» وصایا شریف « کا عکسی ایڈیشن - معہ ایک مقدمہ -

جس میں بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے -

(زیر طبع)

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور



226

41.